

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نصیر آیات و تفسیر پیارے پیارے رسول اللہ ﷺ

از

محمد رشید احمد صدیقی

مکتبہ سعید ایہ ر ضویہ

ناشر

پتہ: ۱۰۰، ایف بی، ٹی بی، کالونی فیصل آباد
041-2658646 0300-7873260

ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اہل سنت و جماعت محبت و عقیدت سے رسول اکرم ﷺ کو
 نکارتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ جس پر
 حق تعالیٰ خود اشرف کائناتوں کا درجہ دیتے ہیں اور اس کے ساتھ حق و عزت اور عزت و
 آیات کریمہ پڑھنی شروع کر دیتے ہیں جن میں بتوں کی خدمت بیان
 کی گئی ہے اس لئے ہم سب سے پہلے ”من دون اللہ“ کی صحیح تفسیر بیان
 کریں گے۔ اس کے بعد ”ندائے یا رسول اللہ“ ﷺ پر اپنے دلائل
 عرض کریں گے۔ ان شاء اللہ العزیز

حق تعالیٰ انبیاء و اولیاء سے استمداد اور خدا کی لُفّی پر جتنی بھی آیات
 کریمہ پیش کرتے ہیں ان میں لفظ ”من دون اللہ“ یا لفظ ”من دونہ“
 ضرور آتا ہے۔ ”من دون اللہ“ کا لفظی معنی ہے اللہ کے علاوہ
 قرآن حکیم میں بعض مقامات پر یہ لفظ اس معنی میں بھی استعمال
 ہوا ہے۔ لیکن ہر یک اس کا معنی ”اللہ کے علاوہ“ نہیں ہو سکتا۔

قرآن حکیم میں اکثر مقامات پر یہ لفظ بتوں کے معنی میں
 استعمال ہوا ہے اس کی وضاحت کیلئے دو باتیں پیش کرنے کے بعد

حقائق الحقائق کی پیش کردہ آیات کی تفسیر بیان کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ

غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (سورۃ سماء پارہ ۵)

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔

معلوم ہوا کہ قرآن حکیم میں اختلاف نہیں ہے۔ لیکن اگر ہر جگہ ”من دون اللہ“ کا معنی اللہ کے علاوہ کیا جائے تو قرآن حکیم میں اختلاف پایا جائے گا۔

مثلاً ارشاد فرمائی ہے: وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ

وَالسَّائِرِينَ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۰۰ پارہ ۱)

ترجمہ: اور تمہیں تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ولی اور نہ کوئی مددگار۔ اس آیت کریمہ میں صاف صاف فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی ولی نہیں۔

لیکن دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

أَمَّا وَلَكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ

عَلَىٰ كُحُوفٍ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۵۵)

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ اللہ بھی تمہارا ولی ہے اس کا رسول بھی اور وہ لوگ بھی جو ایمان لائے جو قائم رکھتے ہیں نماز اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع کرتے والے ہیں۔

اگر حقائق کی بات مان لی جائے کہ ہر جگہ ”من دون اللہ“ کا معنی ہے اللہ کے علاوہ اور اس میں نبی، ولی بھی داخل ہیں تو قرآن حکیم میں اختلاف تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ پہلی آیت میں یہ دعویٰ ہے کہ اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی ولی نہیں اور چھٹے پارے والی آیت میں یہ دعویٰ ہے کہ اللہ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ بھی تمہارے ولی ہیں اور کاف ایمان والے بھی۔

اس لئے ماننا پڑے گا کہ پہلے پارہ کی آیت کریمہ میں ”من دون اللہ“ سے مراد بت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے لوگو!

بتوں کی پرستش چھوڑ دو۔ کیونکہ ان بتوں میں تمہارا کوئی بھی ولی نہیں ہے۔

یا اللہ! اگر ان بتوں میں ہمارا کوئی ولی نہیں تو کیا ہمارا کوئی ولی ہے بھی سبھی؟

تو اس سوال کا جواب دیجئے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک میں بھی تمہارا ولی، میرا پیارا رسول بھی تمہارا ولی اور کامل ایمان والے بھی تمہارا ولی۔

﴿ ۲ ﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَاللّٰهُ حَصْبُكُمْ** (پارہ ۷، سورۃ الانبیاء آیت ۹۸) ترجمہ: بے شک تم اور جس چیز کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو جہنم کا ایدھن ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ شرک بھی اور اللہ کے علاوہ شرک کے معبود بھی جہنم میں جائیں گے۔

اگر یہاں پر بھی ”من دون اللہ“ کو عام رکھا جائے اور ترجمہ کیا

جائے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جتنے بھی معبود ہیں جس جس کی بھی عبادت لی جاتی ہے یا کی گئی ہے سب جہنم میں جائیں گے تو یہ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، سیدنا محمد بن عبد اللہ اور فرشتوں کو بھی اس درجہ میں شامل کرنا چاہئے گا۔

اس لئے یہاں بھی یہی ترجمہ کرنا چاہئے گا کہ اے شرک و تم بھی اور جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو سب جہنم کا ایدھن بنیں گے۔

﴿ سوال ﴾

اس آیت کریمہ میں لفظ ”ماتعدون من دون اللہ“ بے جان کیلئے وضع کیا گیا ہے تو معنی یہ ہوگا کہ؟

اے شرک و تم بھی اور اللہ کے علاوہ جس بے جان چیز کی عبادت کرتے ہو وہ جہنم کا ایدھن بنیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام، محمد بن عبد اللہ اور فرشتے جان دار ہیں بے جان تو نہیں اس لئے یہ جہنم میں نہیں جائیں گے۔ لہذا یہاں پر بھی ”من دون اللہ“ کا معنی غیر اللہ ہے بہت نہیں؟

﴿ جواب ﴾

یہاں پر بھی ”من دون اللہ“ کا معنی بہت ہے غیر اللہ نہیں کیونکہ

مشرک چاند، سورج اور تارے کو بھی معبود مانتے تھے۔ یہ بے جان بچے
 ہیں اور غیر اللہ بھی تو کیا یہ بے جان چیزیں بھی جہنم کا ایندھن نہیں گی۔
 اسی طرح آج اگر کوئی شخص کسی مقدس کتاب کو اپنا معبود مان
 لے جو کہ بے جان ہے اور غیر اللہ بھی۔

تو کیا وہ کتاب بھی جہنم کا ایندھن بنے گی؟

اس لئے تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہاں پر بھی ”من دون اللہ“ سے
 مراد بت ہیں۔

﴿تفسیر آیات ”من دون اللہ“﴾

(اعتراض نمبر ۱)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
 وَالَّذِينَ يَدْعُونَ
 مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْعٍ
 مِنْ دَعْوَاهُمْ أَسْمِعُوا مَا نَسْتَجِيبُ
 لَهُمْ مِنْكُمْ وَلَا تَحْسَبُوا
 دَعْوَاهُمْ تَحْسَبُوا
 سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
 (پارہ ۲۲، سورۃ الفاطر آیت نمبر ۱۳، ۱۴)

اور جس کو پکارتے ہو تم سوائے اس کے نہیں مالک ایک چھلکے
 صوری تھیلی کے، اگر پکارو تم ان کو نہ سنیں گے نہ پکارنا تمہارا اور اگر سنیں
 گے نہیں جواب دیں گے تم کو اور نہ قیامت کے ٹکڑ کریں گے۔ ساتھ
 شرک تمہارے اور نہ خبر دے گا تم کو مانتا حق تعالیٰ خبر دہری۔

﴿وجہ استدلال﴾

ان ہر دو آیات میں صاف صاف اللہ عظیم و فہیم نے مسلمانوں کو
 بتا دیا کہ صرف اللہ ہی کو پکارو کسی اور کو مت پکارو کیونکہ اللہ کے علاوہ تم
 جن کو پکارتے ہو وہ تو سمجھو کہ تھیلی پر جگہ سے سفید چھلکے کے بھی مالک
 نہیں ہیں۔ اگر تم انہیں اندھا دیکھو تو وہ اسے نہ سہی کر رہے ہیں کہ وہ تمہاری
 اس فریاد و پکار کو سن بھی نہیں سکتے اور اگر بعض محال وہ سن بھی لیں تو ان
 میں چونکہ سکت نہیں کسی چیز کے مالک نہیں اس لئے وہ تمہاری فریاد کو پہنچ
 بھی نہیں سکتے۔

یہاں بعض لوگ یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ یہاں ”من دونہ“
 سے مراد بت ہیں نہ کہ انبیاء و اولیاء مکیں ”یہو۔“ الغیباتہ مکمل و
 ہشتر کھمراہ“ اجماع اس کی پر زور تردید کر رہا ہے۔ کیونکہ بت تو

بول سکتے تھے جس وہ مشرکوں کے شرک کے منکر کسی طرح ہو جائیں گے
ظاہر ہے کہ اس دن اولیاء اور انبیاء ہی اپنے پکارنے والوں سے بیزار
کا اظہار فرمائیں گے؟

﴿جواب﴾

اس آیت میں پکار سے مراد عبادت ہے۔
دو بند کے ایک سابق مفتی جناب محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں
اور پکار سے مراد عبادت کرنا ہے۔ (معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۲۵)
تفسیر جلالین میں بھی تہ عون کا معنی تعبد و ن کیا گیا ہے۔
(جلالین مع تہذیبی جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

اور اس کی تائید متعدد روایں ارشاد بانی سے بھی ہوتی ہے:

قل اے ہی نہ ہست ان عبد الذین تدعون من
دون اللہ (پارہ ۷، سورۃ الانعام آیت ۵۶)

اہل سنت و جماعت رسول اللہ ﷺ کو محبوب سمجھ کر پکارتے
ہیں ان کی عبادت ہرگز نہیں کرتے۔

ان دنوں سے مراد بت ہیں۔ (تفسیر معالم بطول جلد ۵ صفحہ ۱۲۶)
نازن جلد ۵ صفحہ ۲۶۲، تفسیر قرطبی جلد ۲ صفحہ ۳۳۶، تفسیر ابن کثیر ج ۲
صفحہ ۵۵۱، ملین مع تہذیبی جلد ۲ صفحہ ۱۷۷

اس آیت میں ”من دونہ“ سے بت مراد ہونے پر
”ماہل سکون من قطعہ“ زبردست قرینہ ہے۔ کیونکہ یہ
بت ہی ہیں جو حقیر ترین چیز کے بھی مالک نہیں ہوتے جب کہ انبیاء
و اولیاء اللہ تعالیٰ کی عطا سے بہت سی چیزوں کے مالک ہوتے ہیں
نصوص اسید الانبیاء ﷺ کے متعلق ارشاد بانی ہے:

اما اعطینک الذکوٰۃ۔ بے شک دی بہ ہم نے قہر و شہر۔
اس کی تفسیر میں علامہ دیوبند کے شیخ الاسلام شیخ احمد رضاؒ تحریر کرتے ہیں
”ذکوٰۃ کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری یہاں
اس سے کیا چیز مراد ہے؟ ”الخیر الحقیقی“ میں اس کے متعلق تھیں ۲۶
اقوال ذکر کئے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ ان الفاظے تحت
میں ہر قسم کی دنیا و دنیاوی دولتیں اور خسی و معنی خفیں ان میں نہ آپ
کو یا آپ کے نقیل امت مرحومہ کو ملے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں۔

ایک بہت بڑی فہمت وہ وحش کوڑھی ہے جو اسی نام سے مسلمانوں میں مشہور ہے اور جس کے پانی سے آپ اپنی امت کو محشر میں میرا ب فرمائیں گے۔ (تفسیر مثنوی صفحہ ۸۸۷)

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے:

ایک دن نبی کریم ﷺ نے منبر پر رونق افروز ہو کر اعلان

مفاتيح الارض وانى والله ما اخاف عليكم ان

نشر کو ابعدی ولیکنی اخاف علیکم ان

شاعسوا فیہا۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۸۵، مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۴۵)

ترجمہ: بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا فرمایا
میں کی کنجیاں دی گئیں اور خدا کی قسم مجھے اس بات کا کوئی ڈر نہیں کہ تم
میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے۔ لیکن مجھے اس بات کا ڈر ضرور
ہے کہ تم تم و قبا میں پھنس جاؤ۔

بخاری شریف میں ہے:

۱. رسول اللہ ﷺ قال بعثت بجوامع

حکمر و نصرت بالرعایب و بینا الی ناصر و ایشی

و ثبت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی.

(بخاری شریف جلد ۸ صفحہ ۸۰۸، مسلم شریف جلد ۸ صفحہ ۱۹۹)

ترجمہ: ہے شک اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جوامع الکلم

کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔

میں نے خیند میں دیکھا کہ روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر

میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

حضرت امام ملا علی قاری اس حدیث سے متفق ارشاد:

وَنَصْرُفِ امْتَنَ.

ترجمہ: یعنی یہ روئے زمین کے خزانوں کی کھجیاں میرے اور میری

امت کے تصرف میں دے دی گئیں۔

(شرح شفا، طبعی، مثنوی، نسیم الریاض، جلد ۱ صفحہ ۴۷۷)

امام شہاب الدین خفاجی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

مذا يدل على ان الله اعطاه ذلك حقيقة خزان

الأرض دفانها ومجانها بان يطلع الله عليها
 ويجعل الصلاة المؤكلين بها طوع بدم فان
 السلطان خزينة يمد حافظها حاضر مطيع لديه
 فهذا معنى كونها في بدم عرفا. (ضم ارض بدم ص ۱۷۷)
 ترجمہ: یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خداوند قدوس
 نے آپ ﷺ کو زمین کے دینے اور معذنیات حقیقہ عطا فرمائے ہیں
 بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پر مطلع فرمادیا ہے اور وہ فرشتے جو
 غوانوں پر مقرر ہیں وہ آپ کے تابع کر دیے ہیں بایں بادشاہ کا خزانہ تو
 اس کے خازن کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ خازن بادشاہ کے پاس
 حاضر اور مطیع ہوتا ہے بایں "فی بدم" کا صرف یہی معنی ہے۔

امام قاضی ابوالفضل عیاض رحمہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

من لم ير ولاية الرسول عليه في جميع
 الأحوال سوى نفسه في ملكه ﷺ لا يدري
 حلاوة سقمه لان النفس ﷺ قال
 لا يؤمن احدكم حتى يكون احب اليه

من نفسه. (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۱) ابوالباب النبی فی ترمذیہ مطبوعہ
 ترجمہ: جو شخص ہر حال میں نبی کریم ﷺ کو اپنا والی اور اپنے آپ کو
 ان کی ملک میں نہ جانے وہ سنت نبی کی علاوت ڈالنے سے آشنا نہ
 ہو گا۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی اتنی
 دیر تک ایسا انداز نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنی جان سے بھی
 محبوب تر نہ رکھے۔

ہمارا مقصد ان دلائل کا احصاء تو نہیں ہے جن سے
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مالک ہونا ثابت ہو لیکن ان چند سطور کے
 مطالعہ سے بھی اتنا ضرور معلوم اور واضح ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کو خداوند قدوس نے مالک بنایا ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے امت
 برکاتہم اعلیٰ کی کتاب التیارات مسئلہ ۱۱ مطالعہ ملیر ہے گا)

معلوم ہوا کہ "ما یصلحون من قطعہ" پر زور انداز
 میں اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ آیت میں "من وود" سے وہی مراد
 ہیں جو ذرہ بھر کے بھی مالک نہیں اور وہ بت ہیں۔

ایک غیر مقلد مفسر احمد حسن دہلوی لکھتے ہیں کہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ قطمیر وہ چمکا ہے جو بھجوری مٹھلی پر ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر تم ان کو پکارو تو نہ سنیں وہ تمہارا پکارنا۔ اس لئے وہ تو پتھر ہیں جن میں جان نہیں ہے۔ (احسن التفسیر جلد ۵ صفحہ ۲۶۳)

پھر معترض کا یہ کہنا کہ "وَمِنَ الْجِبَالِ مَكْشَرُونَ" بشر کہ حکم "والا بملہ اس بات کی تائید کر رہا ہے کہ یہاں سن دودھ سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں بت نہیں۔ کیونکہ بت تو بول نہیں سکتے ان کے شرک کا انکار کس طرح کریں گے۔" یا تو قرآن حکیم سے لاعلمی پر مبنی ہے یا وہ اصل و فریب پر۔ دیکھئے خداوند قدس ارشاد فرماتا ہے

(۱) حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ

وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ وَقَالُوا

لَجُلُودُنَا لَمَّ شَهِدَتْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقْنَا اللَّهَ الَّذِي

أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (پارہ ۲۳ سورۃ نجم السجدۃ آیت ۲۱، ۲۲)

ترجمہ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے ان کے کان اور ان کی

آنکھیں اور ان کے چمڑے سب ان پر ان کے سنے کی گواہی دیں گے اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہم پر کیوں گواہی دی؟ وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گواہی بخشی۔

معلوم ہوا کہ جو خدا قیامت کے روز کان، آنکھ اور چمڑے کو بولنے کی طاقت عطا فرما سکا ہے وہ بتوں کو بھی بولنے کی طاقت عطا فرما سکتا ہے۔

(۲) وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا نَقُولُ

لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَائِكُمْ

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَشْرِكُونَ مِنْ حَرْبٍ كَثِيرٍ أَمَّا

تَحْمِلُون۔ (پارہ ۱۱ سورۃ قیامت آیت ۲۸)

ترجمہ: اور وہ دن بھی قائل ذکر ہے جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اس جگہ خمیرہ۔ پھر ان کے ہم آہیں میں چوٹ ڈالیں گے اور ان کے وہ شرکاء کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ (ترجمہ قاضی مدین القرآن جلد ۱۳ صفحہ ۱۳)

اس آیت کریمہ میں صاف صاف بیان کر دیا گیا ہے کہ

قیامت کے روز مشرک اور ان کے شرکاء ان کے معبود جمع کئے جائیں گے تو ان کے معبود بول کر کہیں گے "ما کتشر ایلانا نعبدون" ظاہر ہے کہ اکثر مشرکین یا بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ شاہ عبدالقادر صاحب ترجمہ کرتے ہیں:-

یعنی بت کہیں گے قیامت کو۔ (موضح القرآن صفحہ ۴۵۶)

تفسیر جلالین میں ہے:

(وشرکائکم) الاصل امر آیت کریمہ میں شرکائکم کافکم سے مراد بت ہیں۔ (جہالین مع البیضاوی جلد ۱ صفحہ ۴۴۵)

تفسیر بیضاوی میں ہے:

یعلق اللہ والاصنام۔ (بیضاوی مع الجلالین جلد ۱ صفحہ ۴۳۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو قوت گویائی بخشنے کا۔

غیر مقلد مفسر قاضی شوکانی لکھتے ہیں

لا صنام وان اللہ۔ بحالہ یعلقہا فی هذا الوقت

ترجمہ: مراد بت ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ان بتوں کو اس وقت ہلنے کی طاقت عطا فرمائے گا۔ (تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۴۳۹)

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

وقال الله تعالى في هذه الآية الكريمة

اخذوا عبادا منكم المشركين واولئهم يوم القیامة۔ (ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۴۱۵)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اس چیز کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا جس کا قیامت کے دن مشرکوں اور ان کے بتوں کو حکم دیگا۔

تفسیر قرطبی میں ہے:

قال مجاهد یطلق الله الاوثان فنقول ما کننا

نحسبہم بانکم ایلانا نعبدون وما امرنا کم بعبادتنا۔ (تفسیر قرطبی جلد ۸ صفحہ ۳۳۳)

ترجمہ: امام مجاہد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بتوں کو بولنے کی طاقت عطا فرمائے گا تو وہ بت کہیں گے ہمیں تو معلوم نہیں کہ تم ہماری عبادت کرتے تھے اور نہ ہی ہم نے تم کو اپنی عبادت کا حکم دیا تھا۔

اسی آیت کے تحت علماء دیوبند کے سکیم الامت اشرف علی

تھا تو یہ کہتے ہیں "اگر کسی کو شہر ہو کہ کیا بت بھی ہو لیس کے تو جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی محال نہیں"۔ (بیان القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۳)

علماء دہلیہ کے شیخ الحدیث والمفسرین مولوی اور لیس کا مدحی لکھتے ہیں: اور ڈرو اس دن سے جب ہم سب کو یعنی سب عابدوں اور سب معبودوں کو میدانِ حشر میں جمع کریں گے پھر من جہلہ مخلوق کے مشرکین سے یہ کہیں گے کہ تم اور تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک یعنی معبود اپنی جگہ قائم رہو یعنی تم اور تمہارے شریک جن کو تم نے داری جگہ پوجا ہے یعنی بت اپنی جگہ ٹھہراؤ اور دیکھو کہ تمہارے ساتھ ہم کیا کرتے ہیں پھر ہم ان کا ان مابدوں اور معبودوں میں تفرقہ ڈالیں گے یعنی ان کے درمیان جدائی ڈالیں گے اور باہمی رشتہ اتحاد و الفت قطع کر دیں گے جو ان کے درمیان دنیا میں تھا اور کافروں سے پوچھیں گے کہ تم نے ان کی پرستش کیوں کی؟ کافر کہیں گے کہ ان بتوں نے اپنی عبادت کا حکم دیا تھا حق تعالیٰ ان بتوں کو گویا کی عطا کرے گا اور ان سے ان کی عبادت کے متعلق سوال کرے گا اور وہ شرکاء یعنی بت جن کو یہ خدا کا شریک ٹھہراتے تھے جواب میں یہ کہیں گے کہ تم دنیا میں ہم کو نہیں

پہنچتے تھے بلکہ اپنی خواہش کی پرستش کرتے تھے۔

(معارف القرآن کا مدحی جلد ۳ صفحہ ۶۲۴)

معلوم ہوا کہ: معترض کی پیش کردہ آیت کے جملہ "وَيَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ" کی تفسیر پر آیت "وَمَا كُنْزُ آبَائِهِمْ كَتُّبٌ" کر رہی ہے کہ بت ان کے شرک کا انکار کریں گے یعنی یہ کہیں گے کہ تم ہماری عبادت تو نہ کرتے تھے بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے تھے۔

(۳) وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ

بَيْنِكُمْ مِّنَ الدُّنْيَا لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ

بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ وَلَئِن بَعْضُكُم بِبَعْضٍ مَّوَدَّةَ

النَّارِ وَمَا لَكُم مِّنْ نَّصْرٍ (پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۵)

ترجمہ اور ابراہیم نے فرمایا کہ تم نے اللہ کے سوا یہ بت بنائے ہیں جن سے تمہاری دوستی مبنی دنیا تک ہے۔ پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے پر نفرت کرے گا اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اپنے مانتے والوں پر اور یہ مشرک اپنے ان معبودوں پر لعنت کریں گے۔

مولوی غلام اللہ خان نے لکھا:

دنیا میں تو ہم مؤثرات و اثبات کیلئے معبودانِ باطلہ کی عبادت کرتے ہو لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے یعنی معبود اپنے پیاریوں سے اور گمراہ پیادہ اپنے پیادوں سے بیزار ہوں گے اور عوام اپنے گمراہ پیادوں اور شرک سکھانے والے پیادوں پر لعنت بھیجیں گے۔

تسبیر الاولیاء من عابدیہا وتبیر القادۃ من الاتباع والحق الاتباع القادۃ (تفسیر جوامع القرآن جلد ۲ صفحہ ۸۷۹)

﴿اعتراض نمبر ۲﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ

اللہ مالا یمنفعک ولا یضرک فان فعلت فانک ادا

من الظالمین۔ (پارہ ۱ سورہ یونس آیت ۱۰۶)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا کسی دوسری کو مت پکار جو تجھے نہ نفع دے سکے اور

نہ نقصان اور اگر تو نے ایسا کیا تو بڑا کھالم ہے۔

وجہ استدلال: اللہ کے علاوہ یعنی انبیاء و اولیاء نہ تو نفع دے

سکتے ہیں اور نہ نقصان اس لئے ان کو پکارنا شرک و ظلم ہے۔

ثابت ہوا کہ پارسوں اللہ بھی کہتے والا مشرک اور کھالم ہے۔

جواب: اس آیت کریمہ میں ”لا تدع“ کا معنی ”مت پکار“

نہیں بلکہ لاتقید ہے یعنی عبادت نہ کر۔ (تفسیر عمربن شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۱) علامہ ابن عربی جلد ۱ صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶،

تُكَوِّنُونَ مِنَ الْمَشْرُوكِينَ - وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

مَالًا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنْ

الضَّالِّينَ (پارہ ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۶)

ترجمہ: فرما دیجئے کہ اے لوگو اگر تم کو میرے دین میں شک ہے میں

میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن میں دون اللہ کی عبادت تم کرتے ہو اور

لیکن میں تو اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تم کو قبض فرماتا ہے اور مجھے تو

تکسم دیا گیا ہے کہ میں ماننے والوں میں سے رہوں اور یہ کہ اپنا منہ دین

کیلئے سیدھا رکھ دو ہر ایک ہاتھ سے جدا ہو کر اور ہرگز نہ ہوشمراؤں

سے اور نہ پکار میں دون اللہ کو جو تجھے نہ نفع دے سکتے اور نہ نقصان

اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک تو خالصوں میں سے ہے۔

یہ سب آیات پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ یہاں میں دون اللہ

سے مراد بت ہیں کیونکہ

۱) مشرکین مکہ انبیاء کی عبادت نہ کرتے تھے بلکہ بتوں کی پرستش

کرتے تھے۔

۲) صرف بت ہی ایسی چیز ہیں جو اپنی عبادت کرنے والوں کو نہ نفع

دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔

نوٹ: میں دون اللہ کا معنی اللہ کے علاوہ کرنا اس لئے بھی درست

نہیں کہ بے شمار چیزیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت

سے نفع دیتی ہیں قرآن حکیم سے اس امر کی متعدد مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱) مصلحتوں کیلئے ایک ہی معبود پہچاننے کی نشانیاں بیان کرتے

ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَالْفَلَكَ الشَّيْءُ نَجَرِي ضَى الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ

النَّاسِ - (پارہ ۱۲ سورہ البقرہ آیت ۱۶۳)

ترجمہ: ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لئے ہوئے

دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں۔

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو

انسان کو نفع دیتی ہیں۔

۲) ہم قیامت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ يُنْفَخُ الصُّادِقِينَ صُدُقُهُمْ -

(پارہ ۱۷ سورہ المائدہ آیت ۱۱۹)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ وہ دن ہے جس میں بچوں کو ان سچائی نفع دیتی ہے۔

بچوں کی سچائی بھی خدا کا فیہ ہے اس آیت کریمہ میں اس کے نافع ہونے کا ذکر ہے۔

(۳) وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَمَا كُنتَ تَعْلَمُ
(پارہ ۱۳ سورۃ الرعد آیت ۱۷)

ترجمہ: اور جو چیز انسانوں کیلئے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔

(۴) أَلَمْ تَكُنْ مِنْكُمْ أَلَمْ يَخْلُقْكُمْ أَلَمْ يَرْزُقْكُمْ أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ رَحِيماً
(پارہ ۴ سورۃ الصافات آیت ۱۱)

ترجمہ: تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون کونسا نفع تم سے قریب تر ہے۔

اس آیت کریمہ میں بتایا کہ ماں باپ اور اولاد بھی نافع ہے۔

(۵) شراب اور جوئے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

فَلْيَهْجُرُوا الثَّمَرَاتِ وَمَن يَهْجُرْهَا فَلْيَتَّقِ اللَّهَ

(پارہ ۲ البقرہ آیت ۲۱۹)

ترجمہ: کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے اگرچہ ان میں لوگوں کیلئے کچھ نافع بھی ہے مگر ان کا گناہ ان کے قائد سے بہت زیادہ ہے۔

(۶) وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنِ أُولَٰئِكَ يَحْمِلُونَ تِلْكَ خِطَايَهُمْ
(پارہ ۱۴ المائدہ آیت ۵)

ترجمہ: اس نے جانور پیدا کئے جن میں تمہارے لئے پرشاک بھی ہے اور خوراک بھی اور طرح طرح کے دوسرے قائدے بھی۔

(۷) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ

كُلِّ مَسْجِدٍ وَحَامِلٍ مِنْ كُلِّ فُجٍّ عَمِيقٍ لِّشَهَادَتِهِمْ
(پارہ ۱۷ الحج آیت ۲۸، ۲۹)

ترجمہ: اور لوگوں کو حج کیلئے اذن عام دے دو کہ تمہارے پاس ہر دور و راز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں تاکہ وہ قائدے دیکھیں جو یہاں ان کیلئے رکھے گئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حج میں ان کیلئے بہت قائدے ہیں۔

مورودی صاحب اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد صرف وہی فائدہ ہے جس میں بلکہ دنیوی فائدہ بھی نہیں ہدی کے جانوروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

(۸) وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى

(پارہ ۱۷، الحج آیت ۳۲)

ترجمہ: تمہیں ایک وقت مقرر تک ان سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(۹) موشیوں کا ایک مقام پر یوں ذکر ہوا:

وَأَن لَّكُم فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ لِّفِيكَم مِّمَّا

حَسَىٰ بِطَوْلِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا

بَآئِكُلُون۔ (پارہ ۱۸، المؤمنون آیت ۲۱)

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ تمہارے موشیوں میں بھی ایک سبق ہے ان کے بیٹوں میں تو کچھ ہم تمہیں چاہتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت سے دوسرے فائدے بھی ہیں ان کو تم کھاتے ہو۔

(۱۰) ایک اور مقام پر یوں ذکر ہوا: وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ

وَمِنْهَا أُذُنٌ ذَلِيلٌ مُّشْكُورٌ۔ (پارہ ۲۳، سورۃ یٰسین آیت ۷۳)

ترجمہ: اور ان کے اندر ان کیلئے طرح طرح کے فوائد اور مشروبات ہیں پھر یہ کیا شکر گزار نہیں ہوتے۔

(۱۱) لوہے کے منافع کا ذکر یوں ہوا:

وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ، فِيهِ مَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ

لِلنَّاسِ۔ (پارہ ۲۷، الحديد آیت ۲۵)

ترجمہ: اور لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کیلئے منافع ہیں۔

(۱۲) پھر موشیوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ (پارہ ۲۳، المؤمنون آیت ۸۰)

ترجمہ: ان کے اندر تمہارے لئے اور کچھ بہت سارے منافع ہیں۔

ہم نے قرآن حکیم میں سے پارہ ۱۲ آیات نقل کی ہیں:

صرف اتمام حجت کیلئے ہم نے ترجمہ بھی مورودی صاحب کا پیش کیا ہے جس سے واضح ہو گیا کہ جس پر وردگار نے لوہے، موشیوں، حج اور قربانی کے جانوروں میں حج، ماں، باپ اور اولاد میں انسان کیلئے نفع رکھا ہے اسی پر وردگار نے انبیاء و اولیاء میں بھی بے شمار منافع رکھے ہیں آج اگر لوہا، موشی، دیگر اشیاء خدا کے حکم سے نفع دے سکتے

ہیں تو انبیاء و اولیاء بھی خداوند قدوس کی دی ہوئی طاقت سے نفع و
سکتے ہیں۔

بھروسے کی بات ہے کہ اگر انبیاء سے کسی کو نفع ملتا نہیں تو
اللہ تعالیٰ نے ان کو مہوت کیوں فرمایا؟

معلوم ہوا کہ یہ کہنا "اللہ کے علاوہ نہ کوئی نفع دے سکتا ہے نہ
کوئی نقصان" بالکل غلط اور منشاء خداوندی کے خلاف۔

قرآن حکیم کا اعلان یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہ کوئی
نفع دے سکتا ہے نہ کوئی نقصان۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ
کے پیارے بے شمار منافع پہنچاتے ہیں۔

﴿قرآن حکیم اور محبوبان خدا کے اختیارات﴾
(دلیل نمبر ۱)

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے دوسرا قیوں کو خواب
کی تعبیر بتائی کہ ان میں سے ایک بری ہو جائے گا اور دوسرا اچانسی پا
جائے گا تو انہوں نے کہا جناب ہمیں تو خواب کوئی آیا ہی نہیں یہ خواب

تو ہم نے اپنی طرف سے گھڑ لیا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت سیدنا
یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قسوس الامر الذی فیہ
تفسیر۔ (پارہ ۱۲، یوسف آیت ۳۹)

ترجمہ: جس کام کی تم تحقیق چاہتے تھے اس کا فیصلہ کر دیا گیا۔

اس آیت کی تفسیر میں علماء و یو پیوند کے شیخ الحدیث محمد شفیع کلچے
ہیں۔ جب یوسف علیہ السلام نے خوابوں کی تعبیر بتائی تو دونوں بول
اٹھے کہ ہم نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا۔ محض بات بنائی تھی اس پر

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا قسوس الامر الذی فیہ
تفسیر۔ چاہے تم نے خواب دیکھا یا نہیں دیکھا اب واقعہ یونہی
ہوگا۔ (تفسیر حارف القرآن جلد ۵ صفحہ ۵۸)

امام ابن جریر نے یہی تفسیر حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود اور
امام مجاہد سے اپنی تفسیر طبرانی جلد ۱۲ صفحہ ۱۳ پر نقل فرمائی ہے۔

معلوم ہوا کہ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت
یوسف علیہ السلام کی زبان اقدس سے تعبیر نکلے اور وہ اللہ کی تقدیر میں گئی

(دلیل نمبر ۲)

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر تشریف لے گئے تو آپ کے پیچھے سامری نے مونے کا گچھڑا بنا کر قوم کے سامنے بطور معبود پیش کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے وہاں تشریف لا کر سامری کو یہ سزا سنائی:

فَاذْهَبْ فَاَنْ لَّكَ فِى الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مَسَاسَ۔ (پارہ ۱۶ سورہ طہ آیت ۹۷)

ترجمہ: تو چلا جا، سبے شک تیری بھی سزا ہے کہ تو پوری زندگی یہی کہتا رہے گا کہ (مجھے) ہاتھ نہ لگنا۔

اس کی تفسیر میں مشہور معاند مولوی غلام اللہ خان بھی لکھتے ہیں:

”سامری کو دنیا میں اپنے کئے کی یہ سزا ملی کہ جب بھی کوئی شخص اس کے قریب جاتا تو دونوں کو تپ چڑھ جاتا، اس لئے وہ لوگوں سے کہتا ہے کہ مجھ سے دور رہو“ (روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۲۵۵، المیزان السادس عشر)

معلوم ہوا کہ: اوس اللہ کے پیارے نبی کے منہ سے لفظ ”مس“ نکلا اور وہ عذاب کے اندر مبتلا ہو گیا۔

(دلیل نمبر ۳)

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ أَوْحَاءً ۚ حَيْثُ

اَسَاس۔ (پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۳۶)

ترجمہ: ہم نے اس کے لئے ہوا کو سخر کر دیا۔ جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی ہر جہہ وہ جاتا تھا۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں:

”تاہم اگر ہوا پر حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو حکم چلانے کا بھی کوئی اقتدار دیا گیا ہو جیسا کہ تفسیری ہامسہ (اس کے حکم سے چلتی تھی) کے ظاہر الفاظ سے مترشح ہوتا ہے“ تو یہ اللہ کی قدرت سے بعید نہیں ہے وہ اپنی مملکت کا آپ مالک ہے، اپنے بندے کو جو اختیارات چاہے دے سکتا ہے جب وہ خود کسی کو اختیار دے تو ہمارا دل دیکھنے کی کوئی وجہ نہیں۔

خط کشیدہ الفاظ کو ذرا پھر ایک بار غور سے پڑھیں:

(دلیل نمبر ۴)

جب حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے یقیں کے تحت لانے کا مطالبہ فرمایا تو:

قال الذی عنده علم من الكتاب انا اذک

به قبل ان یزید البک طرفک فلما دالا مستقرا

عنده قال هذا من فضل دی۔ (پارہ ۱۹، نحل آیت ۴)

ترجمہ: ”جس شخص کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بولا میں آپ کی چمکے سے پہلے اسے لا دیتا ہوں جو نبی کہ سلیمان نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو وہ پکارا اے میرے رب کا فضل ہے“

اللہ کے نبی حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہزار میل دور سے یہ عظیم الشان تخت کیوں منگوایا۔۔۔ اس کے متعلق مودودی لکھتے ہیں: ”حضرت سلیمان علیہ السلام تبلیغ کے ساتھ ساتھ ملک اور اس کے درباریوں کو ایک مجروح بھی دکھانا چاہتے تھے تاکہ اسے معلوم ہو کہ اللہ رب العالمین اپنے انبیاء کو کیسی غیر معمولی قدر میں عطا فرماتا ہے اور اسے یقین آجائے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) واقعی اللہ

نے نبی ہیں“ (تفسیر القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۷۵)

(دلیل نمبر ۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی خداوندانہ وقت کا اعلان

اس اخلق لکم من الطیب کھیتہ الطیر فانمخ فیہ

و یسکون طیرا باذن اللہ وأبری الاکمرہ والابرص

۔ اسی المونی باذن اللہ۔ (پارہ ۳، آل عمران آیت ۴۹)

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی مانند صورت بنا دیتا ہوں میں اس میں پسوند کرتا ہوں پس وہ اللہ کے حکم سے اڑنے لگتا ہے میں اللہ کے حکم سے ماورزاوند سے اور بروص کو اچھا کرویتا ہوں میں اللہ کے حکم سے مردوں زندہ کرویتا ہوں۔

(دلیل نمبر ۶)

خداوند کریم قرآن حکیم میں جگہ جگہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام پر خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور اختیارات کا ذکر فرماتا ہے لیکن جب رحمت کا ثبات فخر موجودات پر ذکر کیا تو ارشاد فرمایا:

اذا اعطینک الکوثر (پارہ ۳، الکوثر آیت ۱)

ترجمہ اے محبوب اے شک ہم نے تمہیں کوڑ عطا کر دیا۔

اس کی تفسیر میں سید مودودی لکھتے ہیں۔

”کوڑ کا لفظ یہاں جس طرح استعمال کیا گیا ہے، اس کا پورا مفہوم ہماری زبان میں تو درکنار شاید دنیا کی کسی زبان میں بھی ایک لفظ سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کثرت سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جس کے لغوی معنی تو بے انتہا کثرت کے ہیں مگر جس موقع پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے اس میں محض کثرت کا نہیں بلکہ خیر اور بھلائی اور نعمتوں کی کثرت اور ایسی کثرت کا مفہوم لگتا ہے جو افراط اور فرادانی کی حد کو پہنچی ہوئی ہو۔ اس سے مراد کسی ایک خیر یا بھلائی یا نعمت کی قسم بلکہ بے شمار بھلائیوں اور نعمتوں کی کثرت ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد ۶ صفحہ ۴۹۴)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کو ہر برکت ہر بھلائی عطا فرمائی ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

”کوڑ کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے۔ البتہ الحید میں اس کے متعلق چھبیس اقوال ذکر

ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی نڈی دوتیں یا ورخی و معنوی نعمتیں داخل ہیں۔ (حاشیہ ثانی صفحہ ۷۸۸)

امید ہے کہ انصاف پسند حضرات کو یقین آگیا ہوگا کہ کائنات کی کوئی ایسی نعمت نہیں ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو عطا فرمائی ہو۔ خواہ وہ نعمت علم کی ہو یا امتیازات کی یا کھانا اور (دلیل نمبر ۷)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ارشاد فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

لِلْعَالَمِينَ۔ (پارہ ۷، الاصحاح ۱۷ آیت ۱۰۷)

ترجمہ: ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا اس آیت کریمہ سے متعدد مسائل ثابت ہوں گے اس لئے ہم اس کی توضیح قدر تفصیل سے کریں گے۔

تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ یعنی نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محمد ﷺ مگر جہانوں کی

رحمت کے واسطے۔

دیکھئے عالمین میں کوئی شخص انسان یا غیر انسان، یا مسلمان، یا غیر مسلمان کی نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا وجود ہر شے کیلئے باعث رحمت ہے خواہ وہ جنس بشر سے ہو یا غیر جنس بشر سے اور خود حضور سے زمانہ متاخر ہو یا احقر۔ متاخرین کیلئے رحمت ہونا تو بعید نہیں، لیکن پہلوں پر رحمت ہونے کیلئے بھی حضور کا ایک وجود سب سے پہلے پیدا فرمایا اور وہ وجود کور کا ہے کہ حضور اپنے وجود نووری سے

سب سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں

اور عالم ارواح میں اس نور کی تکمیل و تربیت ہوتی رہی۔ آخر زمانہ میں اس امت کی خوش قسمتی سے اس نور نے جسد معصومی میں جلوہ گر و تاباں ہو کر تمام عالم کو منور فرمایا۔ پس حضور اولاد آخر اتمام عالم کیلئے باعث رحمت ہیں۔" (مواعظ میلاد النبی صفر ۱۰۴)

قانونی صاحب کی اس تفسیر کو ایک بار پھر غور سے پڑھئے مقبہ صاف ہے کہ رحمۃ للعالمین کا تقاضا یہ ہے کہ خداوند قدوس نے ساری کائنات سے پہلے اپنے محبوب ﷺ کے نور مبارک کو پیدا فرمایا۔ پھر

اس نور مبارک کو مقدس بشریت کا لباس پہنا کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔

مشہور معاند مولوی غلام اللہ خان کے قلم سے بھی حق تعالیٰ نے انصوار کیا "رحمۃ - نور سلتک کا مفعول لڑ ہے، یعنی ہم نے آپ لڑ اس لئے بھیجا ہے تاکہ سارے عالم پر رحم کریں۔

یا رحمۃ مصدر بمعنی صیغہ صفت ارسلنا کے قائل یا ان ضمیر مفعول یا ان دونوں سے حال ہے، مطلب صاف نکا ہے۔" (جاء القرآن علیہ وسلم) مذکورہ عبارت کو پھر ایک بار غور سے پڑھئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ لفظ رحمۃ میں طمحو کے اعتبار سے چار احتمال ہیں۔

(۱) یہ مفعول لڑ ہے۔ فعل مذکور ارسلنا کا۔
(۲) یہ صیغہ صفت یعنی رہنا کے معنی میں ہے اور ارسلنا میں ضمیر فاعل ذوالحال ہے اور یہ حال۔

(۳) ان ضمیر مفعول ذوالحال ہے اور یہ حال۔

(۴) ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول، دونوں ذوالحال ہیں اور یہ حال۔ پہلی ترکیب نحوی کے اعتبار سے رحمۃ مفعول لڑ ہے ارسلنا فعل

مذکور کا۔

مفعول لڑکی تعریف کتب خوشیوں مذکور ہے۔ المفعول
لہ۔ ہو ما فعل لا جملہ فعل مذکور۔ (شرح ما جہا صفحہ ۱۳۶)
مفعول لدوہ اسم ہے کہ جس کیلئے فعل مذکور کیا گیا ہو۔
یہاں فعل مذکور ہے "مارسلنا" ہم نے بھیجا۔

کیوں بھیجا؟۔۔۔ عاتین پر رحمت کیلئے

یعنی سرکار ﷺ کی ذات کائنات پر رحمت خداوندی کا ذریعہ
اور وسیلہ ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی اسی آیت کی تفسیر میں ارشاد
فرماتے ہیں، وكونه عليه السلام رحمة لجميع باعتبار انه
عليه الصلوة والسلام واسطة الميضي الامس على
الممكنات على حسب القوابل ولذا كان نوره
عليه السلام اول المخلوقات في الخبير الاول ما خلق
الله سورته يا جابر۔ وحاء الله المحطى وانا
الفاصر۔ (روح المعاني جلد ۱ صفحہ ۱۰۵)

سرکارِ دو عالم ﷺ ساری کائنات کیلئے اس اعتبار سے ہیں کہ
ہر شخص ہی فرد پر اس کے عارف سے خداوند قدوس کی فیض کا
طاہر اور وسیلہ ہیں، اسی لئے آپ کا نور مبارک ساری کائنات سے
پہلے پیدا کیا گیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے سرکار ﷺ نے ارشاد
فرمایا۔ اے چاہر! اللہ تعالیٰ نے ہر حقوق سے پہلے تیرے نبی کے نور کو
پیدا فرمایا۔

اور ایک حدیث میں یوں آتا ہے کہ عطا تو خدا ہی فرماتا ہے اور
میں تقسیم کرتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ ساری کائنات سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کا
نور مبارک پیدا کیا گیا۔

کائنات کے ہر فرد کو جو بھی نعمت اور فیض ملا۔ ہر کارِ دو عالم
نور مجسم عليه السلام کے ذریعہ اور وسیلہ سے ملا۔

قارئینِ کرام! آپ کی ضیافتِ طبع کیلئے امام ربانی سیدنا
محمد الف ثانی شیخ احمد ربہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فرمانِ بخشش
خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

فرمایا محسوس ہوتا ہے کہ جو وشریف حضرت رسالت آپ ﷺ
عرش سے فرش تک مرکز جمیع عالمیان ہے ہر چند کہ وہاب مطلق
اللہ تعالیٰ ہے لیکن جس کسی کو فیض پہنچتا ہے وہ حضرت کے توسل سے
پہنچتا ہے اور مہمات ملک و ملکوت حضرت کے اجتنام و انصرام پاتی ہیں
اور معلوم ہوتا ہے کہ شب و روز انعامات کا قیام و نکلنا تہ پر وہ منہ مطہرہ سے
نکلتے ہیں اور اگرچہ حضرت خاتمیت و رسالت علیہ السلام رحمۃ
للعالمین ہیں مگر استغناء و غفلت بھی کہ لازمہ نبوت ہے۔ یہی بات
پائی جاتی ہے اور اسی واسطے حضرت کی خدمت میں امت امتیاز کو
توسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ (مقامات امام ربانی صفحہ ۱۱۲)

ترکیب نمبر ۲۔ حجتہ صیغہ صفت راسخا کے معنی میں ہے اور ارسلناک
شیر بلاطلت حال ہے۔

اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ "اے محبوب! ہم نے آپ کو
نہیں بھیجا مگر اس حال میں کہ ہم عالمین پر رحمت فرمائو" لے ہیں۔

غور سے دیکھا جائے تو پہلی صورت اور دوسری ترکیب کا معنی
اور مفہوم ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ

کائنات کے ہر ہر فرد پر رحمت خداوندی کے نزول کا ذریعہ اور
بہرہ کار و دو عالم ﷺ کی ذاتِ باہرہات ہے۔

نمبر ۳۔ بنی خمیر مفعول ذوالحال ہے اور رحمۃ اس سے حال
اسی بات کو علامہ سید محمود آلوسی بغدادی نے یوں

جان فرمایا۔ وما ارسلناک فی حال من الاحوال
لا حال کمونک رحمۃ او ذرا رحمۃ او ذرا حملا
ہم۔ (تفسیر روح البانی جلد ۷ صفحہ ۱۰۴)

معنی یوں ہوگا کہ۔

اے محبوب! ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس حال میں کہ آپ
عالمین پر رحم فرمانے والے ہیں۔

مطلب واضح ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کائنات پر رحم فرمانے
والے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو
خیر کثیر مظاهر مایہ ہے کائنات پر رحمت اسی کی ایک بھلک ہے۔

ترکیب نمبر ۴۔ اس کا مطلب واضح ہے۔

(دلیل نمبر ۸)

جب یہ بات ابھی طرح واضح ہوگئی کہ کائنات کی ہر برکت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرمادی اور پوری کائنات پر سرکاری دست اس عطا کی ایک جھلک ہے تو آئیے دیکھیں کہ اب مومنین و منافقین کا اس عطا و بخشش کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

منافقین کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّكُمْ رَضُوا مَا اَنْهَمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَقَالُوا
حِسْبًا اللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۹
اللّٰهُ وَاَعْمٰوُنَ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۵۹)

ترجمہ: اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کے ویسے ہوئے پر راضی ہو جاتے اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے مگر آپ اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول عطا فرمائے گا بیشک ہم اللہ ہی کی طرف رجعت کر نوالے ہیں۔

معلوم ہوا کہ: منافق نہ تو اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے پر راضی ہیں اور نہ ہی یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ اور اس کے

پیارے رسول ﷺ کی طرف سے عطا اور بخشش ہوگی۔ جب کہ مومن اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی عطا پر راضی بھی ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ ہمیں تو اپنے فضل و کرم سے اللہ تعالیٰ بھی دے گا اور اسی کی عطا و بخشش سے رسول پاک ﷺ بھی ہمیں عطا فرمائیں گے۔

(دلیل نمبر ۹)

منافقین سرور کائنات ﷺ کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتے تھے تو بین کرتے تھے خداوند قدس نے انکی وجہ یہ بیان فرمائی: وَمَا تَفْعَلُوا اِلَّا اَنْ اَعْتَمَرُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مِنْ فَضْلِهِ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۳۷)

ترجمہ: یہ ان کا سارا قصہ اسی بات پر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو ٹھنی کر دیا۔ (ترجمہ مودودی صاحب)

معلوم ہوا کہ: اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول ﷺ دونوں دیتے ہیں مومنوں کو بھی، اور منافقوں کو بھی۔

مگر فرق یہ کہ مومن اللہ اور اس کے رسول کے دینے پر راضی بھی رہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ اور رسول ﷺ اپنے فضل

سے عطا فرمائیں گے۔

مگر منافقین اس کے برعکس اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا دیا کھاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ملعون و تفتیح بھی کرتے ہیں کہ جی ہاں وہ تو کچھ دے ہی نہیں سکتے وغیرہ وغیرہ

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے انہیں

ہیں مگر چپ کھانے غرائے والے

نیز اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی

نجد پر کلمہ پڑ جانے کا بھی احسان کیا

(ویلن نمبر ۱۰)

حضرت زید بن حارثہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: انفسہم

اللہ علیہ وانعمت علیہ (پارہ ۲۲، الاصابہ آیت ۳۷)

ترجمہ: جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور آپ نے (بھی) اس

پر انعام فرمایا:

اس آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ

سرکارِ عالم نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ سے بے پناہ نعمتیں ملتی

ہیں۔ نفلِ عشرہ کمالہ

مستند یہ بالادس آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ وہابیوں کی پیش کردہ آیات کریمہ میں بھی جتوں کی خدمت ہے انبیاء و اولیاء کی نہیں۔

لیونکہ بت وہ چیزیں ہیں جو اپنے ماننے والوں کو توفیق دے سکتے ہیں اور نہ ہی منکروں کو کوئی حسان۔

جب کہ انبیاء کریم کی ذوات قدسہ سے بے شمار منافع حاصل ہوتے ہیں۔

﴿اعتراض نمبر ۳﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ

شَيْئًا وَهُمْ يَخْلُقُونَ أَمْثَالَهُمْ غَيْرِ احْتِآمٍ وَمَا

يَشْعُرُونَ أَمِلَانِ يَهْتُونَ۔ (پارہ ۱۴، النحل آیت ۲۰)

ترجمہ: اور اللہ کے علاوہ وہ دوسری ہستیاں جن کو لوگ (حاجت روانی

کیلئے) پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں

مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور ان کو یہ تک معلوم نہیں کہ کب دوبارہ زندہ کر کے

اٹھایا جائے گا۔

وجہ استدلال: یہ الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہاں

خاص طور پر جن بتوں کی موجودگی کی تردید کی جا رہی ہے وہ نہ تو بت ہو سکتے ہیں نہ شیطان اور فرشتے بلکہ صاف مراد قبر والوں سے ہے۔ کیونکہ شیطان اور فرشتے زندہ ہیں ان پر "اموات غیر احیاء" (مردے ہیں نہ کہ زندہ) کا اطلاق ممکن نہیں۔

رہے لکڑی اور پتھر کے بت تو ان کیلئے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہذا حالہ "وما ہم مشحون بالہن" (ان کو یہ خبر نہیں ہے کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا) سے صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہو سکتے ہیں جن کو ان کے معتقدین دھیمے، داتا گنج بخش، مشکل کشا، فریاد رس، غریب نواز اور نہ معلوم کیا کیا قرار دے کر حاجت روائی کیلئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔

الجواب: ڈاکٹر مسعود عثمانی اور دیگر وہابیہ کا یہ کہنا کہ "اس مقام پر بت ہرگز مرا نہیں ہو سکتے" حقائق سے کتنا بعید ہے ملاحظہ ہو۔

ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۵۶۰۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۶۔ تفسیر قرطبی جلد ۱۰ صفحہ ۹۴۔ جلالین مع المصباح جلد ۲ صفحہ ۵۵۲۔ عالم بالقرآن جلد ۲ صفحہ ۷۰۔ تفسیر مساوی جلد ۲ صفحہ ۲۵۹۔ تفسیر جامع البیان از تاج العارفین جلد ۱۲ صفحہ ۶۳۔ تفسیر کبیر جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۔ تفسیر ابو سعید جلد ۵ صفحہ ۱۰۵۔ بیروت۔ تفسیر روح البیان جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۰۔ میں صراحتاً لکھ رہا ہوں کہ اس آیت میں "من دون اللہ" سے مراد بت ہیں۔

۱۰۔ انا محمد اور ایس کا نہ صلیبی صاحب کہتے ہیں:-

وہ تو مردے ہیں زندہ نہیں وہ تو عبادات ہیں نہ سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں اور نہ حرکت کر سکتے ہیں۔ پس یہ بت معبود کیسے ہو سکتے ہیں معبود کیلئے حیات الٰہیہ اور علم محیط چاہئے۔ (معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۸) تفسیر حقائق میں ہے:

جمہور مفسرین کے نزدیک ان سے مراد بت ہیں جن کو وہ قادر، دانہ اور دانا جان کر پرستش کرتے تھے۔ جلالین میں ہے "وہم من الاصنام" تفسیر کبیر میں اس جملہ کی شرح یوں ہے "فاعلم انہ یجالی وصف فندہ الاصنام بصفات کثیرہ" (الآخر) پھر

ان کے بتوں کی قدرت ہوں باطل کرتا ہے۔ "لا یخلفون شیاء" جو مہر لا یخلفون "کہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ سنگ تراش ان کو کڑا کڑا کر بناتے ہیں۔ زندگی کا بھلان ہوں کرتا ہے "اموات عیبراحیاء" کہ بے جان ہیں جس حرکت بھی نہیں ہے۔ (تفسیر خفائی جلد ۳ صفحہ ۷)

مشہور غیر مقلد مفسر قاضی محمد بن علی بن محمد الشوکانی کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

یس لم یأ (واللہیں اللہ عون من دون اللہ) یعنی وہ معبود جن کو کفار اللہ سبحانہ کے علاوہ پوجتے ہیں ان کی تو صفت یہ ہے کہ (مہر لا یخلفون شیاء) وہ مخلوقات میں سے کسی چیز کو بھی خلق نہیں کر سکتے خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی، جلیل ہو یا حقیر۔ (و مہر لا یخلفون) یعنی ان کی اپنی صفت یہ ہے کہ وہ خود خلق کئے گئے ہیں پس کس طرح ممکن ہے کہ مخلوق کسی اور کے خلق پر قادر ہو سکے۔

پھر ان معبودان باطلہ کی ایک اور صفت بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا (اموات عیبراحیاء) یعنی ان بتوں کے اجساد میہ ہیں ان میں

حیات ہرگز موجود نہیں۔ اموات کے بعد غیر احیاء کی زیادتی یہ بیان کرنے کیلئے کی گئی ہے کہ یہ بت تو ان اجساد کی طرح بھی نہیں ہیں جو حیات حاصل کر لینے کے بعد مر جاتے ہیں۔ ان میں تو کبھی بھی حیات نہ رہی ہے۔ پس کفار جو ان سے اس اعتبار سے افضل ہیں کہ ان کفار میں تو حیات موجود ہے کیسے ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ (و مہر لا یخلفون) انان یہ حسون "میں ضمیر کا مرجع معبودان باطلہ ہیں اور یہ حسون "میں ضمیر کا مرجع وہ کفار ہیں جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور معنی یہ ہے کہ یہ بتوں کے بت نہیں جانتے کہ ان کے کفار بیماریاں کب اٹھائے جائیں گے اور یہ قول ان کے استہزاء کے طریق پر ہے۔ اس لئے کہ پھر تو ان چیزوں کا بھی شعور نہیں رکھتے جو کہ ظاہر ہوں سامنے موجود ہوں۔ چہ جائیکہ ان چیزوں کا شعور جن کو صرف اللہ سبحانہ ہی جانتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جائز ہے کہ حسون میں ضمیر کا مرجع بھی معبودان باطلہ ہی ہوں اس نقد پر آیت کا ترجمہ یہ ہوگا کہ یہ بت نہیں جانتے کہ ان کو کب اٹھایا جائے گا۔ ان کی ارواح کو خلق فرمائے گا ان کے ساتھ ان کے شیاطین بھی ہوں گے۔

پھر سب کو جہنم کا حکم کیا جائے گا اور اس پر ارشاد خداوندی (انسکرم)
 یومئذ یصدقون من دون اللہ حصص جہنم (دلائل کرتا
 ہے یعنی یہ شک تم بھی اور تمہارے بت معبود بھی جہنم کا اپنا حصہ ہوں
 گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”وہم یخلفون“ پر کلام مکمل ہو گیا۔ پھر
 اللہ نے مشرکوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں کہ وہ اموات ہیں احوایہ
 نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ اس صورت
 میں یحیرون اور حیثون میں دونوں ضمیروں کا مرجع کفار ہوں گے۔

پہلے قول پر کہ دونوں ضمیریں امانام کیلئے ہیں یا ایک ضمیر امانام
 کیلئے ہے اور دوسری کفار کیلئے۔ ایک سوال ہو سکتا ہے کہ امانام تو
 لا یخلف ہیں ان کو عقلاء سے کیوں تعبیر کیا گیا۔ سو اس سوال کا جواب یہ
 ہے کہ ہیں تو یہ لا یخلف لیکن چونکہ ان کے بچاری ان کو عقلاء سمجھتے اور
 اعتقاد رکھتے تھے تو ان کے اعتقاد کے مطابق ان کو عقلاء سے تعبیر کر دیا
 گیا۔

نکتہ: اگر دانیہ وہابی کی یہ بات حلیم کر لی جائے کہ اس
 آیت میں من دون اللہ سے مراد ہر وہ ہے جس کی پرستش کی جائے جس

کو پکارا جائے۔ خواہ وہ نیما ولی ہوں یا بت تو اس صورت میں لامحالہ
 حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی من دون اللہ میں داخل
 ہو گئے کیونکہ ان کی بھی عبادت کی جاتی ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ
 ان پر ”لا یخلفون“ شہاء ”کا اطلاق کیسے ممکن ہوگا جبکہ وہ خود
 فرماتے ہیں ”کنس اخلق لکم من الطین“ کہہنا الطیر
 نیز ان پر اموات غیر احوایہ کا اطلاق کیسے ہوگا کیونکہ یہ بھی
 اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔
 معلوم ہوا کہ اس آیت (من دون اللہ) میں حضرت سیدنا
 عیسیٰ علیہ السلام یقیناً شامل نہیں۔ جب وہ شامل نہیں تو ماننا پڑے گا کہ
 یہاں بھی ”من دون اللہ“ سے مراد بت ہیں۔

(اعتراض نمبر ۴)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ان الذین یدعون من دون اللہ عباد

امثالکم فادعواہم فلست بعبادکم ان کنتم

مسلکین۔ (پارہ ۹، الاموال آیت ۱۹۴)

ترجمہ: جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ بھی تو تم جیسے بندے ہیں اور ان کو پکار کر دیکھو اگر تم سچے ہو تو چاہئے کہ وہ تمہاری فریاد ہی کریں۔
(ترجمہ مولوی عبدالحق) (تفسیر حقانی جلد ۲ صفحہ ۴۳۶)

وجہ استدلال: اس آیت مبارکہ میں خداوند قدوس صاف صاف ارشاد فرما رہا ہے کہ جن کو تم یا نبی، یا نوح، یا داؤد، وغیرہ وغیرہ کہہ کر پکارتے رہے ہو وہ تو تم جیسے ہی بندے ہیں۔ اگر تم واقعی یہ سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری پکار و فریاد کو سن سکتے ہیں اور سن کر فریاد ہی کر سکتے ہیں تو ان کو پکارو۔ اگر وہ تمہاری پکار کا جواب دیں تو تمہیک۔ ورنہ ایسوں کو پکارنا فضول ہے۔

بعض بدعتی "من دون اللہ" والی آیت دیکھ کر جھٹ بہت حرا دلے لیتے ہیں اور ان کی دال یہاں نہیں کھلے گی کیونکہ یہاں لفظ ہیں "عداد امثالکم" اس کا ہر ہے کہ یہ بت تو ہم جیسے نہیں ہیں؟
الجواب: سب سے پہلے ہم اس آیت مبارکہ کی تفسیر مفسرین کرام سے پیش کرتے ہیں پھر اپنی گزارشات پیش کریں گے۔ ان شاء اللہ حق واضح ہو جائے گا۔

تفسیر قرطبی میں ہے:

بنوں کو عباد اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کے مملوک اور اللہ کی بارگاہ میں مسخر ہیں۔ سیدنا حسن امیری فرماتے ہیں۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ بت بھی تمہاری طرح ایک مخلوق ہی ہیں۔ اور جب مشرکوں کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ بت نفع بھی دیتے ہیں اور نقصان بھی تو ان کو انسانوں کے قائم مقام شہرہ کر فرمایا (فادعوہم) (فادعوہم) نہیں فرمایا۔
(تفسیر قرطبی جلد ۲ صفحہ ۴۳۲)

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

یہاں ایک سوال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ بت تو بقاوات ہیں ان کی صفت عباد بیان کرنا کچھ اچھا محسوس نہیں ہوتا۔
اسی کا جواب کئی اعتبار سے ہے:

ایک یہ کہ مشرکوں کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ بت نفع بھی دیتے ہیں اور نقصان بھی تو بدینی امر یہ ہے کہ مشرک ان کو عقل و شعور کا مالک بھی سمجھتے تھے۔ خداوند قدوس نے ان کے عقیدہ کے موافق الفاظ بیان فرمائے اور اسی لئے فرمایا (فادعوہم فلم يستجیبوا لکم) (فلم يستجیبوا لکم)

نہیں فرمایا۔ اور (ان اللہ من) فرمایا (السی) نہیں فرمایا۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۵ صفحہ ۹۲)

قاضی امام ابو سعید محمد بن محمد البغدادی فرماتے ہیں:

اللہ کے سوا جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو اور جن کا تم نے اللہ نام رکھا ہوا ہے۔ تمہاری مثل ہم سے ہی ہیں یعنی یہ تمہاری مثل تو ہیں لیکن من کل الوجوہ نہیں صرف اس اعتبار سے کہ یہ اللہ کے مملوک ہیں اور اسکے حکم کے سحر ہیں نفع و ضرر سے عاجز ہیں (تفسیر البغدادی جلد ۲ صفحہ ۳۰۰)

امام ابو ہامیہ قاضی محمد بن علی شوکانی لکھتے ہیں:

احمر من سبحانہ بان ذولا اللہ من
جعلتموہم الہة من عباد اللہ كما اتهم عبادہ
مع انکم اکمل مہم۔ لانکم احبوا تنطقون
وتمشون وتسمعون وتبصرون وهذه الا صفات
لیست کذلک ولکنہا مثلکم فی کونہا
معلوكة اللہ مسخرة لامرہ (تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۷)

ذوالناشیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

جن بتوں کو تم نے معبود ٹھہرایا ہے اور خدائی کا حق دیا ہے وہ تمہارے کام تو کیا آتے، خود اپنی مخالفت پر بھی قادر نہیں اور باوجود حقوق ہونے کے ان کمالات سے محروم ہیں جن سے کسی مخلوق کو دوسری پر حقوق و امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ گویا ناپاؤں، آنکھ، کان سب کچھ تم بناتے ہو لیکن ان اعضاء میں، وہ قوتیں نہیں جن سے انہیں اعضا۔ کہا جاسکے۔ نہ تمہارے پکارنے سے معنوی پاؤں سے چل کر آسکتے ہیں نہ ہاتھوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں نہ کانوں سے کوئی بات سنتے ہیں۔ اگر پکارتے پکارتے تمہارا گلا پھٹ جائے گا تب بھی وہ تمہاری آواز سننے والے اور اس پر چلنے والے یا اس کا جواب دینے والے نہیں۔ تم ان کے سامنے چلاؤ یا خوش رہو اور ان حالتیں یکساں ہیں نہ اس سے فائدہ نہ اس سے نفع۔ تعجب ہے کہ جو چیزیں مملوک و حقوق ہونے میں تم ہی جیسی عاجز و درماتمہ بگڑے ہو اور کمالات میں تم سے بھی گئی گذری ہوں انہیں خدا بنا لیا جائے۔

اور جو اس کار و کر سے اسے نقصان پہنچنے کی دھمکیاں دی جائیں

چنانچہ مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کو کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کی ہے اور نبی کرنا چھوڑ دیں ورنہ نہ معلوم وہ کیا آذت تم پر نازل کر دیں۔

وَيَخْلُفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ حَوْله (مرکوح ۴)

(تفسیر مبینی صفحہ ۲۷)

مندرجہ بالا تقاسیر سے معلوم ہوا کہ یہاں بھی "من وون اللہ" سے مراد بت ہیں ان کو عباد امثالکم صرف اس لئے کہا گیا ہے کہ جس طرح انسان خدا ویدہ قدس کی مخلوق اور اس کے مملوک ہیں اس طرح پر بت بھی خدا کی مخلوق اور اس کے مملوک ہیں۔ اس پر خدا تعالیٰ کا فرمان شاید ہے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ۔

نوٹ ۱: دیوبندی مفسرین مہداناہد اور یا آہواؤ اپنی تفسیر ماجدی صفحہ ۷۳ اور ص ۷۴ اور مفسر کاندھلوی اپنی تفسیر معارف القرآن جلد ۵ صفحہ ۷۷ پر بھی اس آیت میں بتوں کی مذمت مراد لے رہے ہیں۔

فجدی مکتبہ فکر قرآن حکیم کے مفاہیم کی تحریف سے بھی باز نہیں آتا۔ انہی لوگوں کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بدترین مخلوق سمجھتے تھے جو بتوں والی آیات انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنے سے باز نہیں

آتے۔ اگر نجدی اس کے بعد والی آیات ہی پڑھ لیتے تو بات درود روشن کی طرح واضح ہو جاتی کہ ان آیتوں میں صرف بت ہی مراد ہیں نہ کہ انبیاء و اولیاء۔ بعد والی آیات ملاحظہ ہوں۔

الہم اراد حل یحشون ہما امر الہم ارید

یحشون ہما امر الہم ارعین یبصرون ہما امر الہم

اذا ان یسمعون ہما (پارہ ۹، الاعراف آیت ۱۳۵)

ترجمہ: کیا ان کے پاس چلنے والے پاؤں ہیں؟ کیا ان کے پاس بکڑنے والے ہاتھ ہیں؟ کیا ان کے پاس دیکھنے والی آنکھیں ہیں؟ کیا ان کے پاس سننے والے کان ہیں؟

اب ظاہر بات ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء کرام ربہم اہل کو تو اللہ تعالیٰ نے چلنے والے پاؤں، بکڑنے والے ہاتھ، دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان عطا فرمائے تھے۔

تو پتہ چلا کہ یہ صرف بت ہی ہیں جن کے استواء اپنا اپنا فریضہ انجام دینے سے قاصر ہیں۔

ایک مشہور غیر مقلد مفسر احمد حسن دہلوی لکھتے ہیں:

ان آیتوں میں اللہ پاک نے مشرکوں کو صحیحہ فرمائی کہ کیا تم ایسی چیزوں کو معبود ٹھہراتے ہو جن میں کسی شے کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں اور عبادت تو خالق کا۔ ساز کوڑیا ہے۔ مخلوق کسی طرح عبادت کی مستحق نہیں ہے۔ ان بتوں سے ہزار درجہ تم بہتر ہو کہ تم میں چلنے پھرنے کی طاقت ہے کھاتے، پیتے ہو، بتوں میں کیا قدرت ہے۔ اگر کوئی ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تو کیا بچاؤ اچھا کر سکتے ہیں؟ پھر جب اپنا اختیار انہیں نہیں ہے اور اپنے نفع و نقصان سے بالکل یہ بے خبر ہیں تو تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں کہ ایک کبھی جس میں کچھ بھی سکت نہیں اگر ان کے پاس سے کوئی کھانے کی چیز لے جائے تو ان کا آقا نہیں چل سکتا کہ اس کبھی سے چمڑا لیں تو پھر دوسروں کو کیا مدد دے سکتے ہیں۔ اگر تم ان کو کسی مدد کیلئے بلاؤ تو ہرگز نہیں آئیں گے۔ کیونکہ ان میں بصارت نہیں ملنے کی قوت نہیں، ان کو تمہارا پکارنا اور نہ پکارنا برابر ہے وہ تو خدا کی مخلوق میں تم سے بدرجہ ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہو اور یہ بت پھر کی صورتیں ہیں۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ان کو پکار کر دیکھو ان کے ہاں ہیں جو وہ چل سکیں۔

نہ ان کے ہاتھ جو وہ کوئی چیز پکڑ سکیں، نہ آنکھیں ہیں جو کسی چیز کو دیکھ سکیں، نہ کان رکھتے ہیں جو کسی کی آواز سلیں۔

پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا کہ ان مشرکوں سے کہو کہ تم اپنے معبودوں کی وحشیاں دے کر کیا ڈراتے ہو جہاں تک ہو سکے گی نہ کرو اپنے سارے معبودوں کو پکار کر کھڑا کرو جو جی میں آئے کر گزرو مجھے اس سے کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا کیونکہ میرا ولی اور حمایتی خدا وعدہ لا شریک ہے جس نے اپنے رسولوں پر کتابیں اتاری ہیں وہ میری حمایت کریگا اور نیک لوگوں کی بھی وہی حمایت کرتا ہے اور جو مجھ پر تمہارے ہیں ان میں ناک کسی قسم کی قدرت نہیں ہے۔ یہ اپنا ذات کی بھلائی کی انہیں قدرت حاصل ہے نہ تمہیں کچھ ان سے مدد مل سکتی ہے۔ اگر تم انہیں پکارو بھی تو وہ نہیں سن سکتے ظاہر میں معلوم ہوتا ہے کہ بت ادھر ہی نظر رکھے تو وہ ہیں مگر درحقیقت آنکھ تو ہے نہیں جو دیکھ سکیں۔ (احسن التفسیر صفحہ ۳۳۹، ۳۴۰)

مذہبہ بالانہ سیر سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم میں اکثر مقامات پر "من دون اللہ" سے مراد بت ہیں اور خاص طور پر وہ آیات مقدسہ

جن کو وہابی دوج ہندی حضرات انبیاء و اولیاء کے نافع نہ ہونے پر پیش کرے ہیں ان سے مراد بت ہی ہیں۔ اور لوگ جو کافروں اور بتوں کے حق میں نازل شدہ آیات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہما اللہ پر چسپاں کرتے ہیں پر لے درجے کے نکال ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب کا نام فرمایا ہے جس کا ایک حصہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

وكان لهم عصورا من شراد خلق الله

وقال انهم انطلقوا الى آيات نزلت في الكفار
وحملوها على المؤمنين (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۳)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان خوارج کو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے بدتر سمجھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان بد بختوں نے کافروں کے حق میں نازل شدہ آیات کو مؤمنین پر چسپاں کیا ہے۔

اگر غیر اللہ کو پکارنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی

اپنے پیاروں کو نہ پکارتا

وہابی نجدی بھی شور مچاتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا شرک ہے اور اس مقصد کیلئے وہ "من دون اللہ" والی آیات بھی پڑھتے ہیں (جن کا تفصیلی جواب گذر چکا ہے)

ہم اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کے علاوہ کسی اور کو معبود سمجھ کر پکارنا یقیناً شرک ہے لیکن اس کا محبوب اور اس کی مخلوق سمجھ کر پکارنا اللہ کی بھی سنت ہے انبیاء کی بھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی۔

(۱)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پکارا

يا ادم اسكن انت و زوجك الجنة (پارہ ۱ البقرہ آیت ۳۵)
ترجمہ: اے آدم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔

(۲)

قِيلَ لَنُوحٍ اٰمِطْ سُلْمَكَ مِنَّا وَهَرِّكْتَ عَلَمَكَ

(پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۸)

ترجمہ: فرمادیا گیا کہ اسے لوح ہماری جانب سے سلامتی اور ان برکتوں کے ساتھ اتر جو تجھ پر ہیں۔

(۳)

وَمَا اَتٰكَ بِمَمْنِكَ يٰمُوسٰى (پارہ ۱۷ سورۃ اٰنعام آیت ۷۱)

ترجمہ: اے موسیٰ تیرے اس دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

(۴)

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو پکارا:

وَاذْكُرْ اِنَّ اَبْرٰهٖمَ - قَدْ صَدَّقْتَ الرُّفُوَا

(پارہ ۲۳، الشعراء آیت ۱۰۴، ۱۰۵)

ترجمہ: اور ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم یقیناً تو نے اپنے خراب کو سچا کر دکھایا۔

(۵)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو پکارا

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى اِنِّىْ مَتَوِّفٰكَ وَرَافِعُكَ

الٰی (پارہ ۳، آل عمران آیت ۵۵)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں نے تمہارا لیٹے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں۔

(۶)

حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کو پکارا:

لَا تُكْسِرُ بَا اَنَا نَبِيُّكَ بِعَلَمِىْ اَسْمٰى بِحَبِیْ

(پارہ ۱۶ سورہ مریم آیت ۷)

ترجمہ: اے زکریا ہم تجھے ایک بچے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام تجھے ہے۔

(۷)

حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام کو پکارا:

يٰحٰی حٰذِلَ الْكِتَابِ بِقُوَّةٍ (پارہ ۱۶، سورہ مریم آیت ۱۲)
ترجمہ: اے یحییٰ میری کتاب کو مضبوطی سے تھام لے۔

معلوم ہوا کہ: انبیاء کرام علیہم السلام کو پکارنا شرک نہیں ہے اگر ہر پکار شرک ہوتی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کبھی بھی اپنے پیغمبروں کو نہ پکارتا۔

خدا اپنے پیارے حبیب ﷺ کو القاب سے پکارا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں دوسرے انبیاء کرام کو نام لے کر پکارا۔ لیکن اپنے پیارے حبیب ﷺ کو پیارے پیارے لقب دے کر پکارا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

(۸)

يٰآيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

(پارہ ۶ سورہ المائدہ آیت ۶۷)

ترجمہ: اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آکے رب کی جانب سے

دارل کیا کیا پہنچا دیجئے۔

(۹)

يٰآيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاحِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا۔ وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسَوَاحًا مَّنُورًا۔

(پارہ ۲۲ سورہ الاحزاب آیت ۳۶، ۳۵)

ترجمہ: اے نبی یقیناً ہم نے ہی آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ گواہیاں دینے والا، خوشخبریاں سنانے والا، آگاہ کرنے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔

(۱۰)

يٰآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (پارہ ۲۲، احزاب آیت ۵۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ان پر درود بھیجو اور اچھی طرح سلام بھیجو۔

(۱۱)

يٰآيُّهَا الْمَوْمِنَةُ (پارہ ۲۹ سورہ مؤمنین آیت ۱)

ترجمہ: اے جہنم مار کر کپڑا لٹوڑنے والے۔

(۱۲)

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ - (پارہ ۲۹ سورہ مدثر آیت ۱)

ترجمہ: اے کھڑا اور سنے والے۔

اللہ تعالیٰ نے تو سب انسانوں کو پکارا۔

(۱۳)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ - (پارہ ۱۰ سورہ بقرہ آیت ۲۱)

(۱۴)

اگر مطلقاً پکار شرک ہوتی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کبھی بھی

نبی کریم ﷺ کو کافروں کے پکارنے کا حکم نہ دیتا۔

قل يا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ - (پارہ ۳۰ سورہ کافرون آیت ۱)

(۱۵)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پکارا۔

قلنا یتاد کو موسیٰ ہر دا اور سلاما علی ابراہیم۔

(پارہ ۲۱ سورہ ابراہیم آیت ۲۹)

(ترجمہ: ہم نے کہا اے آدمؑ تو ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیمؑ کیلئے سلامتی اور

آرام کی چیز بن جا۔

(۱۶)

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بھی پکارا۔

وَقُلْ يَا دُحُورُ اٰہِلْ عِیْ مَا لَکُمْ وِیْسَعَمَ اٰقْعَلِی

وَحِیْضُ السَّمَاءِ - (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۲۲)

ترجمہ: اور کہا گیا اے زمین نگل جا اپنے پانی کو اور اے آسمان بس کر

عقلم جا۔

مشرکہ بالآیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ مخلوق سمجھ کر پکارنا

سنت الہیہ ہے اور مخلوق کو معبود سمجھ کر پکارنا شرک ہے۔

الحمد للہ ہم اہل سنت و جماعت بھی نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا

محبوب سمجھ کر پکارتے ہیں معبود سمجھ کر نہیں پکارتے۔

(سوال)

جنسی آیات کریمہ آپ ﷺ کی ہیں ان سب میں پکارنے

والا خواہ اللہ تعالیٰ ہے چاہی کسی بھی مخلوق سے درویش۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي
فَأَنسِ فَرِيحَہ (پارہ ۲، ہفتہ ۲، آیت ۱۸۶)

نیز ارشاد باری ہے: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ
سَائِرَ سُوْسٍ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ
الْوَرْدِ۔ (پارہ ۲۶، سورۃ ق، آیت ۱۶)

ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے
ہیں ان سے ہم واقف ہیں اور اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ اس کے
قریب ہیں۔

آپ ایسی آیات کریمہ پیش کریں جس میں دور سے پکارا گیا
ہو۔ کیونکہ آپ بھی دور دراز سے نبی کریم ﷺ کو یا رسول اللہ کہہ کر
پکارتے ہیں۔ پھر جو احادیث پیش کی گئی ہیں ان میں نبی اکرم ﷺ کو
قریب سے پکارا گیا ہے۔

(جواب)

وہابی نجدی جب ”من دون اللہ“ والی آیات پڑھتے ہیں تو اس
وقت آیات قرآنیہ کی معنوی تحریف کرتے ہوئے کہتے ہیں انبیاء و اولیاء

کو مت پکارو وہاں تو قریب اور بعید زندہ اور صاحب قبر کی کوئی قید نہیں
لگاتے اور جب ہماری طرف سے جواب ملتا ہے تو اپنی طرف سے
من گھڑت قیدیں لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا قرآن حکیم میں
کہیں ایسا موجود ہے کہ ”من دون اللہ“ اگر قریب ہو تو پکارنا جائز اور
دور ہو تو پکارنا شرک مانو مگر ہاں کہہ ان مکشتمہ مشدقین

جب کہ ہم کہتے ہیں کہ بتوں کو احترام کی نگاہ سے پکارنا حرام
اور شرک ہے۔ خواہ وہ نزدیک ہوں یا بعید۔

اور انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کا پیارا سمجھ کر پکارنا جائز
ہے خواہ ان کا جسد بشری قریب ہو یا دور۔

اتمام جنت کی خاطر ہم دور سے بھی ندا کی مثالیں پیش کر دیتے
ہیں۔

﴿ دور سے پکارنے پر ولائیں ملاحظہ ہوں ﴾

﴿ دلیل نمبر ۱ ﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا جب وہ
کوہ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو:

وَأَذَانُ فِى النَّاسِ بِالْحَقِّ يَا أَيُّكَ رَجُلًا وَعَلَى كُلِّ
ضَامِرٍ مَاتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ۔ (پارہ ۱۷، ج ۱، آیت ۲۷)
ترجمہ اور لوگوں میں حج کی منادى کروے لوگ تیرے پاس پائیاد
ہمى آئیں گے اور بڑے پتے ایفوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے
آئیں گے۔

اسی آیت مبارکہ کی تفسیر جلالین سے ملاحظہ فرمائیں:

فَصَادَى عَلَى حَبْلٍ ابْنِ قَيْسٍ بَابَهُ النَّاسُ اَنْ

دیکھ رہی ہیں بناوا و احب علیہم الحج الیہ

صاحبیوا دیکھو والتفت بوجہہ بمعنا وہمعالا

وشرفا وغویا فاحابہ کل من کتب لہ ان یحج

من اصلاب الرحال وارحام الامہات لیلک اللہم

لیلک۔ (تفسیر جلالین صفحہ ۲۸۱، تفسیر جلالین مع جمل جلد ۲ صفحہ ۱۶۳)

ایک غیر مقلد عالم حافظ ملا الدین یوسف اسی آیت کی تفسیر
میں لکھتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ کہہ کے پہاڑ کی چوٹی سے
بلند ہونے والی یہ ٹیٹھ سی صدا دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئی جس کا

مشاہدہ حج اور عمرے میں ہر حاجی اور معتمر کرتا ہے۔ (تفسیر احسن
النبیان صفحہ ۸۱۰، مکتبہ دارالسلام انارکلیاض لاہور)

غیر مقلد ثواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:-

ایرا ایم علیہ السلام نے کہا اے رب میں سب لوگوں کو کس طرح

پہنچاؤں حالانکہ میری آواز ان تک نہیں پہنچ سکتی۔ حکم ہوا تو پکار پہنچا دینا

دھارا کام ہے۔ پس کھڑے ہوئے مقام ایرا ایم پر۔ اور بعض کہتے ہیں

کسی پتھر پر۔ اور بعض نے کہا کوہ صفا پر۔ اور بعض کے نزدیک جبل ابی

قیس پر۔ اور کہا بابلہ اللہ اس ان دیکھو فذ انخذ بیثا

فصححوہ یعنی اے لوگو تمہارے رب نے ایک کلمہ بھائی اس کی طرف

ترجیب کرو۔ کہتے ہیں یہ آواز سن کر پہاڑ جھک گئے یہاں تک کہ یہ آواز

زمین کے کناروں تک پہنچ گئی اور جو لوگ ماؤں کے شکم میں اور بایوں کی

پشت میں تھے ان کو بھی یہ آواز سنا دیا۔

یہ وہ مضمون جو ابن عباس اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور اکثر سلف

سے مروی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب اتان جریر اور ابن ابی حاتم نے

تفصیل وارد کر کیا ہے۔ (ترجمان القرآن صفحہ ۷۲۲)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ اگر دور سے پکارنا شرک یا حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی حضرت امیر ایم کو دور سے پکارنے کا حکم نہ دیتا۔

﴿ دلیل نمبر ۲ ﴾

امین ماجہ میں ہے:

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُؤْذِي أَمْرًا - ذُو جِہَا لَا قَالَتْ ذُو جِہْتِ مَنْ
السُّوْر السَّعِيْدِ لَا تُؤْذِيهِ قَالَتْ لَكَ اللَّهُ فَاَنْسَا هُوَ عِنْدَكَ
دَاخِلٍ أَوْ شَكَ أَنْ يَفَارِقَكَ الْهَيَا.

(امین ماجہ شریف صفحہ ۱۳۶، باب فی المرأة تؤذي زوجها)

ترجمہ: جب کوئی عورت اپنے خاوند کو گھٹ کرتی ہے تو عورین جو کہ جنت میں اس کی زوجہ ہوگی کہتی ہے اے عورت اسے گھٹ نہ کر تیرا ستیاناس یہ خاوند تو تیرے پاس مہمان ہے مگر یہ یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا۔

اس حدیث کو ناصر الدین البہانی نے صحیح قرار دیا ہے:
(صحیح سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۴۱)

اس حدیث شریف سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

(۱) دور سے پکارنا شرک نہیں اگر دور سے پکارنا شرک ہوتا تو جنت کی عورین دنیا کی عورت کو نہ پکارتی۔

(۲) عورت اپنے خاوند کو جب دنیا میں اپنے اور دینی ہے تو اس ایذا کی آواز جنت میں نہیں ہوتی عورین بن لیتی ہے اور جنت مدورہ انتہی کے پاس ہے۔

پتہ چلا کہ امتی کا دور دو سام بھی نبی کریم ﷺ گنبد شعراء میں سن سکتے ہیں۔

﴿ دلیل نمبر ۳ ﴾

وعن ابن عمر ان عمر بعث حبشا وامر
عليهم رجلا يدعى سارة فيبينا عمر يحطبه
فجعل يصيح يا ساري الجبل فقدم رسول من
الجبل فقال يا امير المؤمنين بقتل عدونا وهرمونا

فأخا بصانح يصحح يا سري الجبل فاستندنا فلهودنا

الس الجبل فهربر الله تعالى۔ درواہ السبغی می
دلائل النبوة۔ (مکتوہ شریف صفحہ ۵۳۹ باب اکرامات)

اس حدیث کی شرح میں ایک غیر مقلد عالم
ابوسعید محمد شرف الدین دہلوی لکھتے ہیں:

”اس حدیث کو اربعین میں ابو عبد الرحمن اور

کرامات الاولیاء میں ابن الاعرابی نے اور دلائل میں ابو نعیم نے اور

السنن میں لال کاکی نے اور ابن مساکر نے اپنی مسند میں بھی تخریج کیا

ہے۔ الباقی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے

الاصاب جلد ۲ صفحہ ۳۳۹ میں یہ ذکر میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے

ہے اور حافظ ابن کثیر نے البیہاقی جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ میں ذکر کر کے کہا

ہے کہ هذا اسناد جید حسن اس حدیث میں سے حضرت

عمر کی کئی کرا میں ثابت ہوئی ہیں۔

(۱) حضرت عمر کیلئے میدان جنگ کا منکشف ہونا۔

(۲) اپنی آواز کا مجاہدین تک پہنچانا اور ہر ایک مجاہد کا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فصاحت کو سننا۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی برکت سے مجاہدین کو فتح و نصرت کا

امان۔ (۴) اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت و فضیلت

بھی ظاہر ہو رہی ہے اور آپ کی خلافت کی صحت کی بھی دلیل ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔ (کنز العمال، عمرقات، البیہاقی و النہایہ)

(”فتح الرافع للبرخ الاخر“ صفحہ ۱۹۳)

﴿ دلیل نمبر ۴ ﴾

نبی کریم ﷺ شفیق معظم ﷺ جب مدینہ منورہ ہجرت کرتے تھے

لئے: فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتعرف

السلطان والنساء فی الطرף بنادون یا محمد

یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ

(مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۳۱۹)

ترجمہ: پھر مرد اور عورتیں گھروں کے اوپر چڑھ گئے اور غلام اور لڑکے

راستوں میں بکھر گئے گھر سے نکلتے تھے یا محمد یا رسول اللہ ﷺ

معلوم ہوا کہ:

(۱) اجتماع طور پر یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگانا نبی اکرم ﷺ کے مدنی صحابہ کی سنت ہے۔

(۲) یہ نعرے نبی کریم ﷺ کے جسم بشری کے کچھ ٹکڑے پر لگائے جا رہے تھے یعنی دور سے نبی کریم ﷺ کو پکارا جا رہا تھا۔

(سوال)

زندہ کو پکارنا جائز ہے خواہ وہ نزدیک ہو یا دور۔ مردہ کو پکارنا شرک ہے۔ نبی ﷺ اس وقت زندہ نہیں ہیں مرکزٹی میں مل گئے ہیں اس لئے ان کو پکارنا شرک ہے۔

(الجواب)

جہاں وہابی ہے وہاں عقل نہیں اور جہاں عقل ہے وہاں وہابی نہیں۔

(۱) شرک نام ہے کسی کو ذات یا صفت کے اعتبار سے اللہ جیسا ماننے کا۔

مردہ کو پکارنا شرک صرف اسی صورت میں بن سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کو بھی محاذ اللہ مردہ مانا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ

الحی ہے موت تو درکنہ اس کو تو ادھک اور زندہ بھی نہیں آتی۔

(۲) نبی اکرم ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں صرف۔

نبی کریم ﷺ ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام جو اپنی اپنی قبروں میں جلوہ فرما ہیں وہ بھی زندہ ہیں۔ جمعی تو شب معراج یہ انبیاء کرام علیہم السلام مسجد اقصیٰ میں تشریف فرما ہو گئے تھے۔

نوٹ ۱ اس مسئلہ کو تفصیلاً کتاب "حیات النبی" میں بیان کر دیا گیا ہے

(۳)

مردوں کو پکارنا بھی قرآن حکیم سے ثابت ہے ملاحظہ ہو۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ مجھ کو کھانا کھانے والوں کو کیسے زندہ فرمائے گا جس کی تفصیل (پارہ ۲ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۶۰) کے اندر موجود ہے۔ پھر ظلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان مردہ پرندوں کو پکارا تھا۔

اگر مردہ کو پکارنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان مردہ پرندوں کو پکارنے کا حکم نہ فرماتا۔

اس کی تفسیر میں ایک وہابی عالم حافظ صلاح الدین یوسف
کتبتے ہیں:

یہ احیائے مولیٰ کا دوسرا واقعہ ہے جو ایک نہایت جلیل القدر
تعلیمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خواہش اور ان کے امینان قلب
کیلئے دکھایا گیا۔ یہ چار پرندے کون کون سے تھے؟ مفسرین نے مختلف
نام ذکر کئے ہیں لیکن ناموں کے فقہین کا کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ اللہ
نے بھی ان کے نام ذکر نہیں کئے۔ بس یہ چار مختلف پرندے تھے
”فصر من“ کے ایک معنی ”اسلمن“ کئے گئے ہیں یعنی ان کو
”ہلائے“ (مانوس کرے) تاکہ زندہ ہونے کے بعد ان کو آسانی سے
پہچان لے کہ یہ وہی پرندے ہیں اور کسی قسم کا شک باقی نہ رہے۔ اس
معنی کے اعتبار سے پھر اس کے بعد منقطعین (پھر ان کو نگھڑے
کھڑے کرے) معذوف ماننا چاہئے گا۔

دوسرے معنی قطعہ بن (کھڑے کھڑے کرے) کئے گئے ہیں
اس صورت میں کچھ معذوف ماننے بغیر معنی واضح ہو جاتا ہے۔ مطلب
یہ ہے کہ کھڑے کھڑے کرے مختلف پہاڑوں پر ان کے اجزاء باہم ملا کر

رکھ دے، پھر تو آواز دے تو وہ زندہ ہو کر تیرے پاس آجائیں گے۔
پہنانچہ ایسا ہی وہ بعض ہدیہ و قدیم مفسرین نے (جو صحابہ و تابعین کی
تفسیر اور مطلق کے منہج و مسلک کو اہمیت نہیں دیتے) فصر من کا
ترجمہ صرف ”ہلانے“ کا کیا ہے اور ان کے نگھڑے کرنے اور پہاڑوں
پر ان کے اجزاء بکھیرنے اور پھر اللہ کی قدرت سے ان کے جڑے کو وہ
سلیم نہیں کرتے۔ لیکن یہ تفسیر صحیح نہیں اس سے واقعے کی ساری حیثیت
ختم ہو جاتی ہے اور مردے کو زندہ کر دکھانے کا سوال جوں کا توں قائم
رہتا ہے حالانکہ اس واقعہ کے ذکر سے مقصود اللہ تعالیٰ کی صفت
احیائے مملیٰ اور انکی قدرت کاملہ کا اثبات ہے (تفسیر احسن البیان
صفحہ ۵۵)

﴿ دلیل نمبر ۵ ﴾

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام نے قوم کی ہلاکت کے بعد ان

کو پکارا: اهل قوم لعل ان یبلغنکم رسالہ ربی و نصحت

لکم ولکن لا تحبون الناصحین۔

(پارہ ۸ سورۃ اعراف آیت ۹۷)

ترجمہ: اے میری قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

قال لهم صالح قال لك بعد هلاكهم فتورحوا
ونوبخا وهم يسمعون۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

ترجمہ: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کی ہلاکت کے بعد ان کو ناپلور تہدید تو فتح خطاب فرمایا اور قوم اس خطاب کو سن رہی تھی۔

﴿دلیل نمبر ۶﴾

حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام نے بھی قوم کی ہلاکت کے بعد پکارا:

وقال بنشور لقد ابلختكم رسالتی
ونصحت لكم فكمف انس علی قوم
کاحرین۔ (پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۹۳)

اور فرمایا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو پیغام اپنے رب کے

اور خیر خواہی کر چکا تمہاری اب کیا انسوں کروں کا فروں پر۔

معلوم ہوا کہ: اگر مردوں کو پکارنا شرک ہوتا تو نہ ابراہیم علیہ السلام مردہ پرندوں کو پکارتے اور نہ ہی حضرت سیدنا صالح علیہ السلام اور حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام اپنی اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد ان کو پکارتے۔

﴿نبی کریم ﷺ کے وصال مقدس کے بعد

فیا کے ساتھ خطاب﴾

﴿دلیل نمبر ۷﴾

نبی مکرم ﷺ کا جب وصال مقدس ہوا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت مقام رخ میں تھے جب آپ کو معلوم ہوا تو فوراً تشریف لائے۔

فكشفت عن وجهه ثم اكب عليه فقبله
ثم بكى فقال يا ابي انت يا نبی اللہ لا یجمع اللہ
علیک مؤتیین۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۶ انیس چاب)

حضرت ابو بکر صدیق نے نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور سے کپڑا بٹایا پھر آپ پر جھک گئے۔ پھر آپ کے (ماتھے) کو بوسہ دیا۔ پھر روئے اور عرض کیا میرا آپ پر قربان ہو یا نبی اللہ۔ اللہ آپ پر وہ موتیں جمع نہیں فرمائے گا۔

سوال: حضرت ابو بکر صدیق نے نبی اکرم ﷺ کو جو "یا" کہہ کر پکارا ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب نبی کریم ﷺ قیر انور میں حاضر تھے نہیں لے گئے تھے۔ حالانکہ وہ پیش کریں کہ نبی اکرم ﷺ قیر انور میں ہوں اور کسی صحابی نے ان کو پکارا ہو؟

جواب: وہابیوں کے پاس نہ تو قرآن حکیم ہی ہے اور نہ ہی حدیث۔ بس قیاس ہی ہے وہ بھی جعلی۔ قرآن وحدیث کے پورے ذخیرہ میں سے ایک بھی آیت یا حدیث ایسی نہیں ملے گی جس میں یہ لکھا ہو کہ قریب والے کو پکارنا جائز ہے اور دور والے کو پکارنا شرک۔ مرنہ کو پکارنا تو جائز اور قبر والے کو پکارنا شرک۔ یہ تقسیم نہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی نہ کسی صحابی نے۔ اس لئے وہابیوں کے اصول کے مطابق یہ تقسیم خود بدعت قرار پائے گی۔ لیکن پھر بھی ہم اتمام حجت کیلئے چند

حوالہ جات پیش کر دیتے ہیں۔

﴿نبی کریم ﷺ کے قیر انور میں جانے کے بعد

"یا" کے ساتھ خطاب﴾

﴿دلیل نمبر ۱﴾

عبدالرزاق عن معمر عن ابوب عن

نافع قال قال ابن عمر اذا قدم من سفر انی

خیر النبی ﷺ فقال السلام علیک یا رسول اللہ۔

السلام علیک یا ابا بکر۔ السلام علیک یا ابنا۔

(معنف مدارق جلد ۳ صفحہ ۵۷۶)

عبدالرزاق معمر سے وہ ابوب سے وہ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی کسی سفر سے واپس آتے تو نبی اکرم ﷺ کی قیر انور پر حاضری دیتے تو عرض کرتے یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو۔ اے ابو بکر آپ پر سلام ہو۔ اے اباجان آپ پر سلام ہو۔

اس حدیث کی توثیق:

دروزی عبد الرزاق باسناد صحیح ان ابن عمر الخ (وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۳۵۸) از امام سمہوی

وقال عبد الرزاق فی مصنفہ "باب السلام

علی فبر النبی ﷺ" وروزی فیہ آثارا منها باسناد

صحیح۔ ان ابن عمر الخ (شفاء القام صفحہ ۷۷)

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

پھر حضرت مہد اللہ ابن عمر مسجد نبوی شریف میں آتے اور وہاں

نہاڑا دیا فرماتے پھر نبی اکرم ﷺ پر اور آپ کے دونوں صحابہ پر سلام

پڑھتے حجرہ مطہرہ کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پشت کرتے پھر کہتے

السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی

اللہ۔ یا حیر خلق اللہ من خلقہ یا اکرم الخلق درجہ

فما امام المتقین۔ (نزل الامار جلد ۱ صفحہ ۲۸)

ادلیل:

وقال ابن ابی فدیہ سمعت بعض

من ائمتہ یقول بلعنا انہ من وقف عند قبر

النبی ﷺ فنلا مذہ الایمۃ ان اللہ وملتکتہ یصلون

علی النبی اثم قال صلی اللہ علیک یا محمد من

یسئلوها سبعین مرة زادہا ملک صلی اللہ علیک

یا فلان وامر تستطیع حاجتہ

حضرت ابن ابی قحیف (محمد بن اسماعیل بن مسلم)

التوفی ۲۰۰ھ (جو کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے بھی شیخ ہیں)

نے فرمایا کہ میں نے بعض بزرگوں کو یہ فرماتے سنا کہ ہم تک یہ بات

پہنچی ہے کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر

آیت کریمہ ان اللہ وملتکتہ یصلون علی

النبی اثم تلاوت کرے پھر سترہ مرتبہ کہے صلی اللہ علیک یا محمد تو ایک

فرشتہ اس کو پکار کر کہتا ہے اے فلاں تم پر اللہ تعالیٰ نے رحمت نازل

فردی ہے اور اس کی سب حاجات کو پکار کر کہتا ہے اے فلاں تم پر

اللہ تعالیٰ نے رحمت نازل فرمادی ہے اور اس کی سب حاجات

پوری ہو جاتی ہیں۔ (شفاء شریف صفحہ ۸۵)

امام شہاب الدین خفاجی اور امام ملاطی قاری دونوں اس کی

شرح میں فرماتے ہیں کہ اب کوئی بھی شخص اس دور و شریف میں یا محمد
کہے بلکہ اس کی جگہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ جیسے الفاظ کہے۔
(ضمیمہ الریاض - شرح شفاء جلد ۳ صفحہ ۵۱۵)

(وَلَمْ تَسْقُطْ لَهُ) وَفِي سَخْفَةٍ لَكَ (حَاجَةٌ) بَل

تَرْفُوعِ وَالْمَحَلِّ قَضِيَّتْ كُلَّ حَاجَةٍ لَهُ ذَنْبِيَّةٌ أَوْ
أَخْرُوجَةٌ (ضمیمہ الریاض - شرح شفاء جلد ۳ صفحہ ۵۱۵)

سوال: سلام کی میت سے ”یا“ کہنا جائز ہے۔ آپ عوالہ ایسا
فحش کریں جس سے یہ ظاہر ہو کہ کسی صحابی نے قبر انور پر حاضر ہو کر
نبی اکرم ﷺ سے کچھ مانگا ہو۔ قبر والے سے ”یا“ کہہ کر سوال کرنا
یہ شرک ہے۔

جواب: (۱) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ
میں قحط پڑ گیا۔ ایک صحابی جن کا نام (بال بن عارث المرزنی)
نبی اکرم ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور ان کو عرض کیا یا رسول اللہ
اسْتَسْقِ إِلَهُ لَامَتَكَ وَاهْمِرْ قَدْ هَلَكُوا۔ اے اللہ کے
رسول ﷺ اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کیلئے بارش لے دیجئے اس لئے

کہ وہ مر چکی ہے (یہ عرض کر کے صحابی گھر واپس آ گئے) پھر
رسول اللہ ﷺ خواب میں ملے اور فرمایا عمر کے پاس جا کر میرا سلام
کہو اور لوگوں کو بتادو کہ ان کو بارش مل جائے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۲)

نوٹ!

- (۱) حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۹۵
- (۲) حافظ ابن کثیر نے المبدایہ والنہایہ فیہ الاستاذ صحیح جلد ۷ صفحہ ۹۳ میں
اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔
- (۳) برکت رسول فی اہلہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔
(جذب القلوب مترجم صفحہ ۲۳۸)

سلام و حید انزماں نکلتے ہیں:

جو ہائیں آنحضرت ﷺ سے دنیاوی حیات کی حالت میں
عرض کر سکتے تھے وہ اب بھی عرض کر سکتے ہیں اور جو فیوض و برکات
آنحضرت ﷺ سے پہلے ہوتے تھے وہ اب بھی ہوتے ہیں۔

(شہنشاہین مہترجم جلد ۱ صفحہ ۳۵۶ باب چہرہ کی فضیلت)
قاضی شوکانی اور مولوی شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں۔

وقد ذهب جماعة من المحققين إلى أن
رسول الله ﷺ حتى بعد وفاته وأنه يسر بطاعات
استبه. (عون الميعود جلد ۱ صفحہ ۳۰۵، فہم الاطوار جلد ۳ صفحہ ۲۸۲)

محققین کی ایک پوری جماعت کا عقیدہ ہے کہ بے شک
رسول اللہ ﷺ اپنی وفات شریف کے بعد زندہ بھی ہیں اور اپنے
امتوں کی نیکیوں پر خوش بھی ہوتے ہیں۔

(۲) اولیاء کا ملین کی قبور سے فیض ملتا ہے:

نبی کریم ﷺ تو سید الانبیاء ہیں۔ اولیاء کا ملین کی قبروں پر جا
کر سوال کرنے سے بھی مصیبتیں نکل جاتی ہیں۔

قال الحاکم سمعت ابا علی النیشاہوری
يقول سمعت فی عمر شہید فرأیت النبی ﷺ
فی المنام فكانت یقول لی صرالی قبر یحیی ہن
بحسب واستغفر ورسول تقض حاجتک فاصبحت

فصلت ذالک فضیلت حاجتوں۔ (تہذیب الاخلاق
جلد ۱ صفحہ ۲۶۱، کبیر الملتان (از ابن حجر)

امام حاکم فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے استاد) حضرت ابویعلیٰ
نیشاپوری سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بواخت پر بیٹھا تھا تو
مجھے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی مجھے یوں لگا کہ
آپ ﷺ مجھے ستم فرما رہے ہیں کہ بھئی! بھئی! کی قہر پر جاؤ اور
استغفار کرو اور مانگو تو تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی۔ ابویعلیٰ فرماتے
ہیں صبح ہوئے ہی میں نے ایسا کیا تو میری حاجت پوری ہو گئی۔ (ابن
حجر کا انتقال ۵۸۲ھ میں ہوا)

سوال: قبر پر جا کر کنڈا کرنا تو جائز ہے لیکن دور سے صاحب قبر
کو کنڈا کرنا یہ شرک ہے۔

جواب: ہم اپنی بات کا اعادہ پھر کریں گے کہ وہابی حضرات
قیاس کا طعن ہمیں دیتے ہیں اور خود جعلی قیاس سے کام لیتا چاہتے ہیں۔
وہابیوں کی یہ تقسیم قرآن و سنت کے پورے ذخیرہ میں موجود نہیں۔ لیکن
پھر بھی اتمام حجت کیلئے ہم چند حوالہ ہاتھ پیش کر دیتے ہیں۔

نواب صاحب لکھتے ہیں:

شرحی کہتے ہیں ایک بار پاؤں انن مہاس کا سن ہو گیا کہا یا عمر فی
الغور کھل گیا۔ (کتاب التوحید ص ۴۷)

(۱) ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن

ہو گیا تو فقال لہ درجہ اذکر احب الناس الیہ فقال

ہما محمد (۱) ادب المفرد صفحہ ۱۴۲ از لایرا از صدیق حسن خان

صفحہ ۳۷۷، ۱۱۱ ذکر التوحید صفحہ ۸۷۷

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے پوچھا

تمہارے پاؤں کو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا اس کے پٹھے جڑ گئے ہیں۔

انہوں نے کہا تم کو جو شخص سب لوگوں میں زیادہ محبوب ہو اس کو یاد کرو۔

انہوں نے کہا ”یا محمد“ اسی وقت پاؤں پھیل دیا۔ (پاؤں کھل گیا) اس

حدیث سے یہ بھی اٹھا کہ غائب کی نماز مطلقاً صحیح نہیں ہے نہ وہ شرک

ہے۔ جیسا کہ بعض جہود والے لکھتے ہیں بیحد میں ہے کہ عربوں کا اعتقاد

تھا کہ جس کا کوئی عضو سن ہو جائے اور وہ جس سے زیادہ محبت رکھتا ہو

اس کا نام لیوے تو وہ عضو کھل جاتا تھا اور یہ مضمون خود حدیث میں وارد

ہے جس کو جزری نے حسن حصین میں ذکر کیا ہے کہ جس کا پاؤں سن

ہو جائے وہ احب الناس کو یاد کرے۔ دوسری روایت میں ہے کہ

ابو بکر صدیق کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ۔ (الغلات

الحدیث کتاب الاماء جلد ۱ صفحہ ۱۹)

سوال: اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوا کہ محبت کی بناء پر

یا رسول اللہ کہنا جائز ہے جب کہ آپ تو بطور استغاثہ یا رسول اللہ

پکار رہے ہو۔ بطور محبت پکارنے میں حرج نہیں۔ جس طرح کہ علامہ

وحید الزماں نے لکھا ہے کہ عربوں کا اعتقاد تھا کہ عضو کے سن ہوتے

وقت وہ احب الناس کا ذکر کرتے تھے اور امام خفایا نے بھی یہ لکھا ہے

کہ وهذا مما دعاہذا اهل المدينة

(تیسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۵۵)

الجواب: ہم اہل سنت و جماعت بھی عام طور پر غلبہ صحیح میں

ہی ”یا رسول اللہ“ پکار رہے ہیں بطور استغاثہ کبھی کبھی۔ لیکن اس حدیث

میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو لفظ اپنی زبان سے

تکالاتہ، عہدہ امام محمدیہ (شفاء شریف)

(میدان کر بلا میں) حضرت سیدہ نسیب نے اپنے بھائی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا تدفین کیا اور روتے ہوئے عرض کیا یا محمد! یا محمد! اللہ تعالیٰ اور آسمان کے فرشتے آپ پر درود پڑھیں حسین خون میں لشعرا اور منقطع الاعضاء ہو کر میدان میں پڑا ہے۔ یا محمد! آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی ذریت قتل پڑی ہے جس پر مہابناک اڑاتی ہے۔ (امدادیہ و انصار جلد ۸ صفحہ ۱۰۱۹۵ بن کثیر)

اسی کی شرح میں امام ملا علی قاری کہتے ہیں:

(فصاح) ای فتادی، باعلیٰ صوتہ (یا محمدیہ)

بسیکون الہاء للندبة و کأنه رخص اللہ تعالیٰ عنہ

قصہ بہ اظہار المسحیۃ فی ضمن الاستغاثہ

(شرح شفاء جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ علی ہاشم الریاض)

سوال: یہ حدیث تو ضعیف ہے۔

جواب: یہ کہنا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ غلط اور دھاندلی ہے۔

کیونکہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اور پھر امام بخاری نے "الادب المفرد" میں جو سند ذکر کی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس میں ابو اخطب السیسی جن کا نام عمرو بن عبداللہ ہے ان کو (۱) ابن حبان نے کتاب اشکات جلد ۵ صفحہ ۷۷ میں ذکر کیا ہے۔ (۲) حافظ ابن حجر نے "تذکرۃ حاد" کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ تقریباً عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور (۳) امام ذہبی نے ان کے بارے احسن الاعلام اور ہو کالزہری فی الشکرة غزا مراءت و مکان صوامع قواما۔ کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔ (۱) کاشف جلد ۲ صفحہ ۸ نمبر ۳۱۸۵

نیز۔ امام احمد بن حنبل۔ یحییٰ بن نعیم۔ امام نسائی۔ ابو حاتم۔ احمد بن عبداللہ الحنفی۔ یہ سب فرماتے ہیں کہ ابو اخطب ثقہ تھے۔

ابوداؤد وغیرہ لکھی کہتے ہیں کہ:

کسی شخص نے حضرت شعبہ سے پوچھا کہ کیا ابو اخطب نے حضرت مجاہد سے کچھ سنا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ امام مجاہد سے نہیں سنا کرتے تھے و تو حدیث میں مجاہد، اور حسن بصری اور ابن سیرین سے بھی بہتر تھے۔

امام بن مہدی لکھتی فرماتے ہیں کہ

ابو اسحق نے نبی کریم ﷺ کے چونتیس صحابہ سے حدیث سنی ہے۔ (تہذیب الکمال فی اسامہ الرجال جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳)

بالفرض اگر یہ حدیث ضعیف بھی ثابت ہو تو پھر بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اس لئے کہ ضعیف حدیث کو روئی کی نوکری میں نہیں پھینک دیا جاتا بلکہ اس کا حکم وہابیوں کے شیخ النکلی کی زبان سے سنا ہے۔

مولوی نذیر حسین کے نزدیک ضعیف حدیث کا حکم "حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو جو ازواج و استحباب ثابت رہا ہے"۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۵۶۳)

معلوم ہوا کہ وہ حدیث ضعیف جو قرآن حکیم اور صحیح حدیث یا ضعیف حدیث کے خلاف نہ ہو اس پر عمل کرنا مستحب ہے قرآن حکیم تو درکنار کسی ضعیف حدیث میں بھی یا رسول اللہ کی ممانعت نہیں ہے۔

(۴) علامہ وحید الزماں نے نبی کریم ﷺ سے وفات شریف کے بعد تو سلم کے جائز ہونے پر بحث کرتے ہوئے لکھا۔

اور ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بعد وفات بھی اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں تو جیسے تو سلم پہلے جائز تھا اب بھی جائز ہوگا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے اس کا عدم جواز نہیں نکلا جاتا۔ بلکہ ان کا مقصود زعموں سے تو سلم کرنا تھا اور دلیل ہماری وہ روایت ہے جو طبرانی نے انکالی کبیر میں عثمان بن حنیف سے کہا ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کیلئے آ جا رہا تھا، وہ اس کی طرف انتہات نہیں کرتے تھے، آخر وہ شخص ابن حنیف سے ملا۔ اور ان سے شکایت کی، تو انہوں نے کہا وضو کرنے کے مقام پر جاؤ۔ اور وضو کر، اور پھر صبر میں آؤ اور دو رکعت پڑھ، پھر کہہ اللہم اسی استسئلک وادعہ الیک فیہنا محمد ﷺ یہی الرحمة بامحمد اسی

انوجہ ہلک الی ذلک متفق علیہا۔ اجنبی اور اپنی حاجت کا خیال کر، وہ ہنس گیا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ بعد اس کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا، جو اب اسی وقت آیا، اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان کے پاس لے گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند پر اس کو بٹھایا اور پوچھا تیرا کیا مطلب ہے؟ پھر اس

کے مطلب کو رو کیا اور کہا تو نے ابھی تک اپنا مطلب بیان نہیں کیا تھا،
اب جو حیرا مطلب ہوا کرے اس کو کہہ دیا کر، پھر وہ شخص وہاں سے نکلا
اور ابن حنیف سے مل کر بولا جزاك الله خيرا پہلے تو حضرت
مٹان کا یہ حال تھا کہ میری طرف دیکھتے ہی نہ تھے، نہ التفات کرتے
تھے، یہاں تک کہ تم نے ان سے میری بات کرائی، ابن حنیف نے کہا
تسم خدا کی میں نے ان سے بات نہیں کرائی۔ میں آنحضرت ﷺ
کے پاس موجود تھا کہ اس نے میں اندھا شخص آیا اور اپنی بیانی کا شکوہ کیا،
آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو صبر کرتا ہے وہ بولا میرا کوئی لے چلے
والا بھی نہیں ہے اور مجھے بہت تکلیف ہے۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا
اچھا تو وضو کے مقام پر جا اور وضو کر پھر دو رکعت پڑھ پھر بھی دعا آپ
نے ان کو سکھائی۔ ابن حنیف نے کہا تسم ہے خدا کی پھر ہم پدا نہیں
ادے تھے اور باقیں کر رہے تھے کہ اس نے میں ۱۰۰ تا پنا شخص ہمارے
پاس آیا گویا اس کی بیانی میں کچھ غلط تھا۔ اور امام تہمتی نے اس
حدیث کو کئی طریقوں سے نکالا ہے اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں
اور اس کی اسناد میں روح بن صراح ہے، ثقہ نے کہا اس کو ابن حبان اور

حاکم نے اور اس میں کچھ ضعف ہے باقی راوی سب کے راوی ہیں۔
(سنن ابن ماجہ مترجم جلد ۱ صفحہ ۵۵) (از وحید اثری) اہل حدیث
(اکادمی لاہور)

یہی حدیث مبارکہ مستدرجہ ذیل مقامات پر بھی ملاحظہ ہو:
معجم اثر واد جلد ۲ صفحہ ۲۸۲۔ دلائل البیوت از امام تہمتی صفحہ ۶۶ تا ۱۶۸
نوٹ! حافظ منذری اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں
والحدیث صحیح۔ الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۳۷۶
علامہ وحید الزماں نے ایک اور مقام پر اس حدیث کے

محقق یوں تبصرہ کیا: اخرجہ البیہقی باسناد متصل
ورحالة نقات۔ (ہدیۃ المہدی صفحہ ۳۸)

امام طبرانی فرماتے ہیں:

والحدیث صحیح۔ (المعجم صغیر جلد ۱ صفحہ ۱۸۳)

نوٹ! ابن ماجہ وغیرہ میں اس حدیث کا اتنا حصہ مذکور ہے جس کا تعلق
نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی سے ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۰۰ مترجم
شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۸، مستدرک امام حاکم مع خلیفہ میں وہی جلد ۱ صفحہ ۳۶۳)

پھر جلد ۵۱۹، پھر جلد ۵۲۶، محل الیوم والمیلہ، از امام نسائی صلی
۳۱۸، محل الیوم والمیلہ، امام بنی صفحہ ۲۹۲، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۱۳۸،
الترغیب والترہیب جلد ۳ صفحہ ۴۷، صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۵
علامہ ابن تیمیہ نے اس حدیث کو یوں لکھا۔

ان الہی علم شحصا ان يقول اللهم انی
استلک وادوسل الیک بمحمد بنی الرحمة
بما محمد یا رسول اللہ انی ادوسلک الی فی
حاجتی لبقصیہا اللهم شففعہ فی فہذا التوسل بہ
حسن۔ (نوائی ابن تیمیہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۷)

وہابیوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بیوپائی اس
حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وفی الحدیث دلیل علی جواز التوسل
بہ رسول اللہ ﷺ الی اللہ عزوجل مع اعتقاد ان
الفاعل هو اللہ عزوجل وانہ المعطى المانع ما شاء
اكان وما لم يشأ لم یکن۔ (نزل الامام جلد ۳ صفحہ ۳۰)

(۳) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن
ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسیلہ کذاب کے مقابلہ کیلئے لشکر روانہ
فرمایا جب لڑائی و زوروں پر تھی تو شمر ناخوش ہوا مسلمانین
اور کسان شجاع و ہمت مند ہوا محمدیہ پھر خالد بن ولید نے
پکارا کہ مسلمانوں والا خاص نعرہ لگاؤ اس دن مسلمانوں کا خاص نعرہ تھا
ہوا محمدیہ۔ (ابو ہریرہ و الصحابہ از ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۳۲۹)

کچھ تہذیبی کے ساتھ یہی واقعہ مذکور ہو (الکامل از ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)
مصباح اللغات میں ہے:

الشعار:۔ مخصوص لفظ جس سے فوج والے ایک دوسرے کو
پہچانیں۔ (مصباح اللغات صفحہ ۴۳۶)
معلوم ہوا کہ آج بھی مسلمان ایک دوسرے کو یا رسول اللہ کے لفظ سے
پہچانتے ہیں۔

﴿ وہابی اور ندا کے ساتھ استغاثہ ﴾

خود وہابیہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی شان میں دعا کر کے

استغفار کیا ہے لہذا حکم فرمائیں:

(۱) ہاسیدی یا عروسی و وسیلی۔ یا عدنی فی شدہ و فرخا۔

اے میرے سردار اے میرے سردار اور میرے وسیلے۔ اے میرے بھتی و بھتی کی حالت ساز و سامان۔

(۲) شمعیت جاعلی ضارعا متذللا۔ مالی ورائک صارف الضواء۔

میں نے نہایت عاجزی و انکساری سے آپ کی عزت و جاہ کو شمع بنایا کیونکہ میرے لئے آپ کے سوا تکلیف و معیت کو کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

(۳) انت المعیث برحمۃ و کرامۃ فی غمۃ و غواہل و بلا۔

آپ مددگار ہیں اپنی رحمت و کرامت کے ساتھ ہر سختی اور مشکلات و بلا میں۔

(۴) انت جہ مراحمی یا کرم کوائم۔ انت القدیر

علیٰ نقادرجانی۔

میرے مقاصد پر اے فرما! اے بزرگیوں اور کرامتوں والے آپ میری امید کے پرے کرنے پر قادر ہیں۔

(۵) مالی ورائک مستخات فارحمہ۔ ہارحمۃ للعالمین و کائن۔ (حاشیہ: یہی الہدی ص ۲۰)

آپ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں۔ اے رحمۃ العالمین میری گریہ نوازی کو دیکھا اور مجھ پر رحم کر۔

(۶) بالیہا الشمس الوضیع مکانہ۔ ضائت بنودک ساحۃ النراہا۔

اے بلند مقام سورج، آپ کے نور سے زمین کے سارے میدان روشن ہو گئے۔ (تائید بقی جلد ۲ صفحہ ۳۱، ۳۲)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:

بأشفع العباد خدیجی۔

انت فی الاضطرار معتمدی۔

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے، میری دیکھیری فرمائیے۔

آپ مشکلات میں میری آخری امید گاہ ہیں۔

لیس لی ملجاء سواك اعث۔

مسس الطرس سیدی و مسندی

آپ کے سوا میرا کوئی چارہ دواؤں نہیں۔ اے میرے آقا میری فریاد
سنئے۔ میں تکلیف میں مبتلا ہوں۔

عشسی الدھر یابن عبداللہ

آکن مغیثا خانم لی مددی

زمانے کی مصیبتوں نے مجھ کو گھیر لیا ہے۔ اے ابن عبداللہ میری فریاد
سنئے میری مدد فرما دیجئے۔

یاد رسول اللہ ہامک لی

من غم امر الطحومر ملتحدی

یا رسول اللہ میں غموں کے بادلوں میں گمراہ ہوں۔ میری پناہ آپ ہی
کا دروازہ ہے۔ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب - صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۵)

جناب حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

شفیع حاصیاں تم ہو سیدہ بے کسماں تم ہو

تھیں چھوڑا اب کدھر جاؤں بتا دیا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

بس اب چاہو ڈھاؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

علمائے دیوبند کے پیرو مشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی لکھتے ہیں:

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

آپ کی امداد وہی بلانی حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل۔ اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

چہرے نکاپاں کو دکھا دو مجھے تم سے نذر خدا فریاد ہے

قدیم غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے یا شہرہ دوسرا فریاد ہے

درجہ اس سے ہے لب پر جان ہے میری

اب تو کھر کھینچے دوا فریاد ہے

گردن و پاسے میری زنجیر و لوق

یا نبی بچئے جدا فریاد ہے

یا نبی احمد کو در پر لٹا اس لئے صبح و مسافر فریاد ہے

(کلیات امداد - صفحہ ۹)

وسیلہ یکساں ہو تم جہیں چھو ذکر اب کہاں جاؤ بتاؤ یا رسول اللہ
 جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
 بس اب چاہو ڈھاؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
 پھنساہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
 میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
 ایک جگہ پر ملتی صاحبِ نبی کریم ﷺ کی روح مبارک کے
 کشفِ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف
 پڑھے اور وہی طرف یا احمد اور ہائیں طرف یا محمد اور یا رسول اللہ ایک
 چراغ بار پڑھیں ان شاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔“

(کلیات اہادیہ صفحہ ۳۵)

ایک مقام پر مزید لکھتے ہیں کہ:

”ملا لکھ کا درود شریف مشور اقدس میں پہنچانا احادیث سے
 ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص اصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
 کہے کچھ مضائقہ نہیں۔“ (کلیات اہادیہ صفحہ ۸۳)

حاجی شائع امدادیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ اصلوٰۃ والسلام علیک
 یا رسول اللہ بقیۃ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال
 معنوی پر مبنی ہے۔ لہذا الخلق والاٰمر۔ عاٰل۔ امر مقید
 ابجہت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے پس اس کے
 جواز میں شک نہیں ہے۔ (شائع امدادیہ صفحہ ۵۲)

والمنقول اند۔ مرقاۃ المفاتیح فی ترجمہ
 الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔

(شمس الریاض شریف جلد ۳ صفحہ ۳۵۴)

ترجمہ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں
 یہ عرض کیا کرتے تھے:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔

جس طرح ”یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگانا جائز ہے اسی طرح
 ”یا عباد اللہ“ کی ”کا نعرہ لگانا بھی جائز ہے۔“

﴿غیر مقلدین کے امام نواب صدیق خاں لکھتے ہیں کہ﴾

فاحرج البیاد من حدیث ابن عباس ان رسول

لِللّٰهِ ﷻ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً فِي الْاَرْضِ سَوِي
الْحَفِظَةِ يَكْتُبُوْنَ مَا سَقَطَ مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ فَاِذَا
صَابَ اَحَدُكُمْ رَشِيْ بَادِرُ فَلَا فُلْهَادَا عَيْنُوْنِ
بَاعِبَادِ اللّٰهِ قَالَ فِي مَجْمَعِ الزَّوَادِ وَرَحَالِهِ ثَقَاتُ
قَالَ شَارِحُ الْعُدَّةِ وَفِي الْحَدِيثِ ذَالِيلُ عَلِيٍّ جَوَادُ
لَا سِتْعَانَهُ بِمَنْ لَا يَمُرُّ الْاِنْسَانُ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ
سِبْحَانَهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَصَالِحِي الْهَيْئِ وَلَيْسَ فِي
ذَاكَ هَامٌ كَمَا يَجُوزُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَسْتَحْيِيَ بَيْتِي
اَدْرَا اِذَا عَشْرَتِ ذَاتَهُ اَوْ هَلَّتْ اَتَتْهُ - فَلَيْتَ كُنْتُ
مَرَّةً فِي سَفَرٍ مِنْ بَلَدَةِ مَرْزَاقِيُوْرَالِيٍّ جَلِيْلِيُوْرٍ مِنْ
بِلَادِ الْهِنْدِ فَوْقَ الْمَرْكَبِ الَّذِي عَلَيْهِ فِي جَدْوَلِ
وَالْجَدْوَلِ فِي الطَّغْيَانِ وَكُنْتُ اَغْرَقَ فِيهِ مَعَ
الْمَرْكَبِ وَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ عَلَيَّ ذِكْرٌ مِّنِي
فَنَلَيْتُ هَذَا الْكَلَامَ فَوْقَ الْمَرْكَبِ فِي الْحَالِ
عَلَيَّ مَجَادَّةٌ عَظِيْمَةٌ كَانَتْ فِي ذَالِكَ الْجَدْوَلِ

بعد اُن سار علی موج الماء ونجوت من الغرق
وله الحمد۔ (نزل الامام رازي نواب صدیق حسن بھوپالی صفحہ ۲۳۵)
ترجمہ: حضرت سیدنا محمد اللہ بن محاسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ
فرشتے محافلین کے علاوہ ایسے بھی ہیں جو درختوں سے گرنے والے
پتوں (نک) کو لکھتے رہتے ہیں۔ پھر جب کسی کو ایمان میں کوئی
تکلیف پہنچے تو اسے یہ پکارنا چاہئے اے کوئی یا محمد اللہ، اللہ کے بندہ
میری مدد کرو۔ مجمع الزوائد میں (علاء دہلی نے) کہا ہے کہ اس حدیث
کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ شارح الحدیث نے کہا ہے کہ اس حدیث میں
اس بات کی دلیل موجود ہے کہ اس سے بھی مدد مانگنا جائز ہے جس کو
انسان دیکھ نہیں پاتا یعنی اللہ تعالیٰ سبحانہ کے نیک بندوں سے خواہ وہ
فرشتے ہوں یا نیک جن، اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے جیسے کہ سواری
کے چھوٹ جانے یا پھسل جانے پر بنی آدم سے مدد مانگنا جائز ہے۔
(شارح الحدیث کا کلام ختم ہو گیا)

میں (نواب صدیق حسن خاں) کہتا ہوں کہ ایک مرتبہ میں
ہندوستان کے شہر مرزا پور سے جہلیپور کی طرف سفر کر رہا تھا کہ میری

سواری ندی میں گر گئی اور اس وقت وہ ندی طغیان کی زد میں تھی قریب
تھا کہ میں سواری سمیت غرق ہو جاتا۔ یہ حدیث مجھے یاد تھی میں نے
فوز ایہ کلام (یعنی فی یا عباد اللہ) کہا۔ میری سواری فوراً ایک بہت بڑے
پتھر پر چڑھ کر اس ندی میں پانی کی موجوں پر بہتا آ رہا تھا جا کر ٹھہر گئی اور
میں غرق ہونے سے بچ گیا۔ قللہ الحمد۔

کتبہ دیوبند کے مولانا قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالمعلوم
دیوبند رسول خدا ﷺ سے یوں مدد مانگتے ہیں۔

مدد کرے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
(قصائد قاسمی از مولانا محمد قاسم نانوتوی مکتبہ رشیدیہ دیوبند جلد ۸)

اور انھیں کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ نیز
حاجی امداد اللہ مہاجر کی رسول خدا ﷺ کی زیارت کا طرہ بتاتے دیکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید عکاس کپڑے اور سبز گچڑی

اور مشور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک

یا رسول اللہ کی واسطہ اور الصلوٰۃ والسلام علیک

یا نبی اللہ کی یا نبی اور الصلوٰۃ والسلام علیک
یا صاحب اللہ کی شرب دل پر لگائے۔

(ضیاء المصباح جلد ۵۵ مطبع راشد کتب دیوبند)
نوٹ! حاجی امداد اللہ موصوف اکابر دیوبند کے پیر و مرشد
ہیں۔ مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی
خلیل احمد انیسوی دیوبند کے پیر و مرشد ہیں۔

تنبیہ: موجودہ دور کے علمائے دیوبند تو رسول اللہ ﷺ
سے مدد مانگنے کو شرک و کفر کہہ رہے ہیں مگر یہی حاجی امداد اللہ مہاجر کی تو
اپنے پیر و مرشد خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مدد مانگ رہے ہیں
ملاحظہ ہو۔ آراء و خیالات میں ہے انہیں تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہرگز نہیں کہنا چاہنا

بلکہ دن و شب کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا بر ملا

اے شاہ نور محمد وقت ہے امداد کا!

(شائع امداد یہ صفحہ ۱۶۶ مطبع قومی پریس لکھنؤ)

علمائے دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔ ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ وعظ سے پہلے جب تک پوری توجہ اور حضور قلب کے ساتھ یوں نہ کہہ لیں یا رسول اللہ میں اجازت چاہتا ہوں کہ آپ کی نیابت میں کچھ بیان کروں اس وقت تک وعظ نہ کہیں۔ اور یہ اس لئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور احباب یعنی علماء و اولیاء باطنی طریقہ سے ہماری امداد کریں پھر ان شاء اللہ ہمارے بیان میں الجھن یا لغزش یا رکاوٹ نہ ہوگی۔

(دعویٰ الحق مصنفہ مولانا سید گل بادشاہ قاضی دیوبند صفحہ ۲۹)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی بحال الاولیاء میں حضرت محمد بن عبد اللہ علوی کی کراہتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آپ کی کراہتوں سے یہ ہے کہ آپ اپنے متوسلین (مریدین) میں سے کسی کے پاس بیٹھے تھے کہ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر لوٹے تو آپ کے پیڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا ان صاحب نے اٹھنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا میرے متوسلین میں سے بعض کا جہاز پھٹ گیا تھا انہوں نے مجھ سے مدد مانگی تو میں نے اس میں اپنا کپڑا لگا

دیا حتیٰ کہ ان لوگوں نے اس پٹن کو درست کر لیا اور جہاز جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ (بحال الاولیاء صفحہ ۳۱ مطبع اشرف المطابع قناتہ بھون)
حاجی احمد ادا اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خدا جانے لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں کیا ہوں

محبوب علی تلاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگہوت (جہاز) چاہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ سے ملتی ہوا آپ نے مجھے تسلیں دی اور آگہوت کو چاہی سے بچا لیا۔ (شامہ امدادیہ صفحہ ۱۱)

دیکھا آپ نے مرید نے دور سے التماس فرمادی اور پھر اس نے دور سے مرید کی فریاد و التماس سن لی تھی اور وہاں پہنچ کر جہاز توڑا ہوا سے بچا بھی لیا۔ یہ ہے اکابر کا عقیدہ اور ان کے سوا جو ۱۶۵۰ء سے پہلے کہلانے والے کہتے رسول اللہ ﷺ کی یادگار میں یا رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کائنات کا بدترین کافر و مشرک ہے۔

انہیں نقادانہ راہ است از کپا تا نکپا

مولوی محمد یعقوب نانوتوی دیوبندی نے مظلوم شجر لکھا ہے اس
میں مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا۔

ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

نیز یہی شعر حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد
مرشد میں لکھا ہے۔

ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

مولوی ذوالفقار علی دیوبندی اپنے پیرومرشد کو لکھتے ہیں:

باسمہ اللہ شہیدانہ انتہر المجددی وانس جہادی
اگر کوئی ہے چارہ عقیدت مند سنی یا شیخ عبدالقادر جیلانی حبیب اللہ
کہہ دے یا وہ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا کہہ دے تو
موجودہ دور کے علماء دیوبند آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں کہ یہ تو بہت بڑا
شرک ہے۔ مگر وہ گھر کی بھی خبر لیں کہ یہ سب ہتھیان کے گھر میں موجود
ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

تعلیم و تربیت کے لیے

قرآن فہمی اور عقائد اہل سنت کے تحکیم
پاکستان میں سب سے پہلے

جامعہ اسلامیہ رضویہ

0.5

- ۱۰ تریبہ کے لوگوں کا واسطہ
 ۱۱ غلاموں کی حالت سے متعلق ایک شعر
 ۱۲ میرا شعر ہے اس قدر کہ اس کا
 ۱۳ مدح کا اثر
 ۱۴ نظم ہے اس کا اور اس کی شہرت
 ۱۵ اس کی شہرت کا واسطہ

جامعة كابل

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله

بورڈ اور ایجوکیشنل
کے اہلکار بھی دلوا سکتے ہیں

194

کہا کہ اگر پرائیڈ ہو جائے گا تو اس کی جگہ پر ہمارے لیے ایک نیا ملک بن جائے گا۔

نوٹ: از کو آ صدقات عطیات کی ترسیل کیلئے اکاؤنٹ نمبر 8592

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

041-2658648